امام احمد رضا کانفرنس

مجلہ
2003ء
۱۴۲۴ھ

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل

مساوی I.S.T.T.C / C.T (اسلامک سٹڈیز ٹیچرز ٹریننگ کورس)

دورانیہ کورس 6 ماہ

طلباء و طالبات کے لئے نادر موقع

تاریخ داخلہ 15 اپریل تا 30 مئی

کورس کے شرکاء کو چھ یونٹس پر مشتمل تدریسی کُتب کی مفت فراہمی

تدریسی موضوعات

- یونٹ نمبر۱ — قرآن مجید (منتخب آیات قرآنیہ ترجمہ وتشریح)، قرآنی دعائیں
- یونٹ نمبر۲ — احادیث نبویہ (منتخب احادیث نبویہ ترجمہ وتشریح)، مسنون دعائیں
- یونٹ نمبر۳ — سیرت النبی، فضائل دُرود و سلام اور نعت گوئی
- یونٹ نمبر۴ — اسلامی عقائد/ فقہ (ضروری فقہی مسائل)
- یونٹ نمبر۵ — ابتدائی عربی گرامر
- یونٹ نمبر۶ — تصوف اور روحانیت (سلاسل طریقت)

نمایاں خصوصیات

- اس ڈپلوما کے حاملین سرکاری سکولوں میں ملازمت حاصل کرنے کے اہل ہونگے
- کورس کے یونٹس کو مختلف یونیورسٹیز اور کالجز کے ممتاز ماہرین تعلیم نے ترتیب دیا ہے
- اس ڈپلوما کو وزارت مذہبی امور حکومت پاکستان، وزارت سائینس اینڈ ٹیکنالوجی حکومت پاکستان کی تائید حاصل ہے۔
- حفاظ کرام اور یتیم طلباء کے لئے کوئی فیس نہیں ہوگی

شرائط و ضوابط

- اس کورس میں داخلہ کے لئے میٹرک پاس ہونا شرط ہے البتہ دینی مدارس کے طلباء کا تنظیم المدارس سے میٹرک پاس ہونا کافی ہے۔
- دینِ اسلام سے سچی لگن اور محبت۔
- پراسپیکٹس اور رجسٹریشن فارم ادارہ کے آفس سے دفتری اوقات میں حاصل کئے جاسکتے ہیں۔
- ہر سمیسٹر میں رجسٹریشن ایک ماہ قبل کروانا ہوگی۔
- پورے کورس کی کامیاب تکمیل پر ڈپلوما جاری کیا جائے گا۔

عمومی ہدایات

انسٹی ٹیوٹ کے تمام قواعد وضوابط کی پابندی لازمی ہوگی۔

مزید معلومات کے لئے آفس سے رابطہ کریں

فرسٹ سمیسٹر ان شاءاللہ
یکم جون 2003 تا 30 نومبر 2003

M I I M م
ISLAMABAD

زیر اہتمام

ماڈرن انسٹی ٹیوٹ آف انفارمیٹکس اینڈ مینجمنٹ اسلام آباد

MIM ISLAMABAD

منظور شدہ • فیڈرل بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن اسلام آباد

30- ایسٹ ' یونین پلازہ ' بلیو ایریا'
پوسٹ بکس نمبر 3336 اسلام آباد

فون: 97-2870396 ڈائریکٹ: 2870745 فیکس: 2870398

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل

کراچی --------- اسلام آباد

بانی: سید محمد ریاست علی قادری علیہ الرحمہ

اعلیٰ سرپرست: علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ

صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

مرکزی مجلس عاملہ

- الحاج شفیع محمد قادری
- حاجی عبد اللطیف قادری
- ڈاکٹر حافظ عبد الباری
- سید ریاست رسول قادری
- ڈاکٹر مجید اللہ قادری
- حاجی محمد حنیف رضوی
- منظور حسین جیلانی

25، جاپان مینشن، ریگل چوک صدر، کراچی 74400، فون: 91-21-7725150
فیکس: 91-21-7732369، ای میل: marifraza@hotmail.com

44/4-D، اسٹریٹ-38، سیکٹر F-6/1، اسلام آباد (44000)، فون 051-2825587
چیئرمین: ---- کے . ایم . زاھد

Printed by Al-Mukhtar Publications Karachi-092-21-7725150

نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمۃ

الٰہی! چاک ہو جائے گریباں ان کے بسمل کا

گلے سے باہر آ سکتا نہیں شورو فغاں دل کا
الٰہی چاک ہو جائے گریباں ان کے بسمل کا

شبِ اسرا قمر حیرت زدہ پھرتا رہا شب بھر
بھلایا ڈھنگ ان کی چال نے سیرِ منازل کا

بڑھا اس درجہ رعبِ حسنِ والا لیلۃ الاسریٰ
سمٹ کر بن گیا چرخ ایک پایہ ان کے محمل کا

حجابِ نور تک پہنچا کے آنکھیں ہوگئیں خیرہ
فغاں کرتا ہوا لوٹ آیا قاصد نالۂ دل کا

کسے کہتے ہیں خور، یہ تابشیں یہ گرمیاں کیسی؟
جھلکتا ہے شرارہ آسماں پر سوزشِ دل کا

سنا جب نامِ گل خارِ مدینہ چبھ گیا دل میں
کہ ہر مطلق ہے، جلوہ گاہ حُسنِ فردِ کامل کا

یہ کس کے رعبِ آمد نے کیا عالم تہ و بالا
کہ شیرازہ پریشاں ہوگیا ہر نظمِ باطل کا

یہاں صحرا میں موج آئی وہاں دریا میں گرد اٹھی
ادھر آتش کا ماتم ہے ادھر غوغا زلازل کا

یہ کیا نالہ ہے دشتِ طیبہ میں اے وائے محرومی
مگر حسرت نے پھر اس بَن میں لُوٹا قافلہ دل کا

کسی وحشی کی خاک اُڑ کر حرم میں آگئی شاید
بگولوں سے ہے اٹھتا شورِ مستانہ سلاسل کا

نہیں کچھ خاص شہرستانِ امکان بہرہ یاب ان سے
کہ سایہ دشتِ بطلاں میں ہے تاجِ سر مماثل کا

رضائے خستہ کیا کہنا عجب جادو بیانی ہے
نمک ہر نغمۂ شیریں میں ہے شورِ عنادل کا

منقبت

محمد راشد رؤف رضوی عطاری

حق نما خامہ ترا احمد رضا خاں قادری رضی اللہ عنہ

عاشق خیر الوریٰ احمد رضا خان قادری رضی اللہ عنہ
پاسبان اولیاء احمد رضا خان رضی اللہ عنہ

آسمانِ علم و حکمت، صاحبِ فضل و کمال
جانشین انبیاء علیہم السلام احمد رضا خاں قادری رضی اللہ عنہ

جان و دل ہوش وخرد ، تیری زباں ، فکروعمل
ہے بنامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم احمد رضا خان رضی اللہ عنہ

ہر سطر سے پھوٹتی ہے عشق و مستی کی کرن
تو نے جو کچھ لکھ دیا احمد رضا خاں قادری رضی اللہ عنہ

سر جھکاتے ہیں ترے آگے سبھی ، اپنے و غیر
حق نما خامہ ترا احمد رضا خاں قادری رضی اللہ عنہ

مٹ گئے خود آپ تجھکو میٹنے والے سبھی
نام زندہ ہے ترا احمد رضا خاں قادری رضی اللہ عنہ

دیکھ کر اس کی شجاعت رشک کرتا ہے فلک
نائب شیرِ خدا احمد رضا خان قادری رضی اللہ عنہ

تھر تھراتا ہے عدواب تک جو تیرے نام سے
ہے ترا وہ دبدبہ احمد رضا خاں قادری رضی اللہ عنہ

ڈوب سکتی ہے کہاں راشد تری کشتی کبھی
ناخدا ہے جب ترا احمد رضا خان قادری رضی اللہ عنہ

گل ہائے عقیدت

محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری

"ذکرِ رضا"

۱۹۲۱ء

قطعۂ تاریخ (سالِ وصال)

صدرِ بزمِ اکابرینِ جہاں — عصرِ حاضر کا عبقری انساں
باخدا ، عاشقِ حبیبِ خدا — عبدِ حق ، عبدِ مصطفیٰ ذی شان
ترجمانِ رسالت و توحید — داعیٔ راہِ سنت و قرآں
لالۂ گلستانِ علم و عمل — وہ چمنِ زارِ عشق کا ریحاں
مقصدِ زیست ، حفظِ شانِ حضور — خواہشِ سود تھی نہ فکرِ زیاں
قلب و ذہن اس کے مخزنِ اسرار — پیکرِ فقر و دانش و عرفاں
مستفید اس کے عالمانِ کبیر — مستفیض اس کے نام ور انساں
اس کے ہم عصر اس کے تھے مدّاح — تھا عزیزِ اماثل و اقراں
معترف اس کے بے مثالی کے — صاحبانِ فراستِ ایماں
ایک شخص اور اس قدر اوصاف — یہ فقط ہے عنایتِ رحماں
کب کہا حسبِ مرتبہ اس کے — کب لکھا اس کی شان کے شایاں
کر سکی کم نہ اس کی عظمت کو — سعیِ اغیار و گردشِ دوراں
اس کا سالِ وصال "ادب" سے کہا — "نازشِ دہر و افتخارِ جہاں"

۷ — ۷ + ۱۹۱۴ = ۱۹۲۱ء

سخن ہائے گفتنی

منظور حسین جیلانی

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

گذشتہ سال کانفرنس کے موقع پر شائع کردہ مجلّہ میں ہم نے ادارہ کے قیام کا پس منظر قارئین کیا تھا۔ چند مزید گزارشات قارئین کی دلچسپی اور اہمیت کے پیش نظر اس شمارے میں عرض کی جارہی ہیں۔

قارئین کرام! ادارہ کے قیام (۱۹۸۰ء) کے وقت بھی بے شمار تنظیمیں (۲۰ رسے زیادہ) تحقیقاتی ادارے محققین اور عقیدتمندانِ اعلیٰ حضرت آپ کی شخصیت اور کارناموں پر کثیر تعداد میں کتب و رسائل شائع کروا چکے تھے اور کررہے تھے لیکن امام احمد رضا کی ہمہ جہت شخصیت اور آپ کے افکار و کارناموں کو ایک مربوط انداز میں پیش کرنے کی ضرورت سے انکار نہیں کیا جاسکتا تھا۔ لہٰذا ادارہ کے قیام کا اولین مقصد یہ تھا کہ ایک طرف تو متذکرہ اداروں اور محققین کی کوششوں کو مربوط کیا جائے تو دوسری طرف مزید صاحب علم و نظر حضرات کو اس جانب راغب کیا جائے۔ ایک اور بات جو محسوس کی گئی وہ یہ تھی کہ مختلف اداروں، تنظیموں اور محققین نے اپنی اپنی پسند کے چند موضوعات سپرد قلم کیئے نیتجتاً ایک طرف تو ایک ہی موضوع پر بے شمار مقالات منظر عام پر آئے تو دوسری طرف اعلیٰ حضرت کی شخصیت کے کچھ اہم گوشے اور کارنامے پوشیدہ ہی رہے۔

لہٰذا بہت غور و خوص کے بعد یہ طے کیا گیا کہ ایک منصوبہ کے تحت موضوعات کا تعین کیا جائے اور علمی اور تحقیقی حلقوں کو دعوت فکر و نظر دی جائے۔ اعلیٰ حضرت کی شخصیت اور آپ کے کارناموں کا احاطہ کرنا اور موضوعات کا تعین کرنا بھی کوئی آسان کام نہ تھا۔ لہٰذا کسی ایسی شخصیت کی تلاش کی گئی جو اس اہم فریضہ کو انجام دے سکے۔ بہت

غور و فکر کے بعد پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد قبلہ سے گزارش کی گئی کہ وہ یہ ذمہ داری قبول کرلیں۔ ڈاکٹر صاحب کے بارے میں اتنا ہی عرض کرنا کافی ہوگا کہ آپ ۱۹۷۰ء سے اعلیٰ حضرت کی شخصیت اور کارناموں پر کام کررہے تھے اور اس وقت تک بھی کئی منفرد کتب و رسائل تخلیق کرچکے تھے۔ مزید براں بین الاقوامی حلقوں میں اعلیٰ حضرت کو متعارف کرانے میں بھی آپ کی بیش بہا خدمات ہیں۔ بہرحال ڈاکٹر صاحب نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود اس اہم کام کی ذمہ داری قبول کرلی۔ اعلیٰ حضرت کی ہمہ جہت شخصیت کا اندازہ صرف اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ حیات امام احمد رضا کا پندرہ جلدوں پر مشتمل ایک جامع منصوبہ کا خاکہ پیش کرنے ہی میں ڈاکٹر صاحب کو تقریباً دس سال کا طویل عرصہ لگا اور بالآخر ۱۹۸۲ء میں یہ خاکہ کتابی شکل میں بانی ادارۂ سید ریاست علی قادری مرحوم ومغفور نے بعنوان "دائرہ معارف امام احمد رضا" (حیات امام احمد رضا کا پندرہ جلدوں پر مشتمل ایک جامعہ منصوبہ برائے عالمی جامعات و ادارہ تحقیقات اسلامی) شائع کیا اور محققین کو اعلیٰ حضرت کی شخصیت اور آپ کے افکار پر تحقیق کی نہ صرف دعوت دی بلکہ ہرطرح کے تعاون کا یقین بھی دلایا۔

الحمدللہ ادارہ کی کوششیں بارآور ثابت ہوئیں اور ہمیں یہ عرض کرتے ہوئے انتہائی مسرت محسوس ہوتی ہے کہ پچھلے چوبیس سال کے عرصہ میں اعلیٰ حضرت پر تحقیق کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا گیا اور نہ صرف اندرون ملک بلکہ بیرون دنیا بھی بے شمار تحقیقی مضامین، کتب و رسائل شائع ہوئے۔ یہ بات ہمارے لئے خاص طور پر باعث طمانیت ہے کہ اس عرصہ میں ہم نئے لکھنے والوں کی ایک کثیر تعداد کو اس جانب راغب کرنے میں بھی کامیاب رہے نہ صرف یہ بلکہ محققین نے اعلیٰ حضرت کی شخصیت کے ان گوشوں پر بھی قلم اٹھایا جو اس سے پہلے منظر عام پر نہیں آسکے تھے۔ اس بات کا اعتراف کرنے میں ہمیں تامل نہیں کہ جو مقالہ جات ان حضرات نے سپرد قلم کئے اور اعلیٰ حضرت کے بیش بہا علمی خزانہ سے جن موتیوں کا انہوں نے انتخاب کیا ہم ان موضوعات سے بھی واقف نہ تھے۔ یہ مقالے جب امام احمد رضا کانفرنس میں پیش کئے گئے تو لوگ حیران رہ گئے اور بے اختیار زبان سے یہ نکلا:

> "ہمیں تو علم ہی نہ تھا کہ اعلیٰ حضرت نے ان موضوعات پر بھی ایسا عظیم علمی ورثہ چھوڑا ہے"

قارئین کرام! ان محققین اور دانشوران کی ایک طویل فہرست ہے اور وہ منفرد موضوعات جو ان حضرات نے موضوع تحریر بنائے وہ بھی بے شمار ہیں البتہ ان میں سے معاشیات، بینکاری، طبیعات، فزکس، علم فلکیات، تعلیم وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

قارئین کرام اکثر لوگ یہ بھی سوچتے ہیں اور کئی

مواقع پر اسی کا اظہار بھی کر چکے ہیں کہ آخر اعلیٰ حضرت میں ایسی کیا بات ہے کہ ان کے وصال کے بعد آٹھ دہائیوں سے مسلسل آپ کی شخصیت اور کارناموں پر مستقل لکھا جارہا ہے (یہ سلسلہ آج بھی نہ صرف جاری ہے بلکہ ان شاء اللہ تاقیامت جاری رہے گا)۔ ایک اور سوال جو علمی وفکری حلقوں میں اکثر موضوع بحث بناوہ یہ کہ جب اعلیٰ حضرت نے کسی اسکول، کالج یا یونیورسٹی میں تعلیم حاصل نہیں کی تو تقریباً ۱۱۴ رعلوم پر مبنی، ایک ہزار سے زائد کتب ورسائل جن میں جدید علوم بھی شامل ہیں کس طرح تخلیق کیے اس کا جواب بہت سیدھا سادھا اور آسان ہے اور وہ یہ کہ یہ سب کچھ آپ کی حضور پرنور، نبی مکرم، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ ﷺ سے سچی اور حقیقی محبت کا صدقہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا، جسے اہل نظر علم لدنی کہتے ہیں؛ ان کی حضور ﷺ سے اس محبت کا اعتراف تو اعلیٰ حضرت سے فکرونظر کا اختلاف رکھنے والے بھی کرتے ہیں۔ اس امر کا ثبوت اعلیٰ حضرت کا نعتیہ دیوان ''حدائق بخشش'' ہے۔

آج جبکہ ادارہ کے قیام کو تقریباً ربع صدی ہو چکی ہے۔ اس عرصہ میں اعلیٰ حضرت کی ہمہ جہت شخصیت پر بے انتہا کام بھی ہوا ہے لیکن ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آج بھی ہم وہیں کھڑے ہیں جہاں سے چلے تھے وجہ یہ ہے کہ جتنا اعلیٰ حضرت کی شخصیت کا مطالعہ کیا جاتا ہے نئے نئے گوشوں کا انکشاف ہوتا چلا جاتا ہے موضوعات کا ایک لامتناہی سلسلہ ہے جس کو ضبط تحریر میں لانا امر دشوار ہے؛ صرف ایک ہی موضوع پر نئی نئی جہتیں سامنے آتی ہیں۔

اعلیٰ حضرت پر اندرون ملک اور بیرون ممالک جو ادارے اور محققین مصروف عمل ہیں اور جن خواتین و حضرات نے پی. ایچ. ڈی اور ایم فل کی ڈگریاں حاصل کی ہیں اور امام احمد رضا کے چھوڑے ہوئے علمی وفکری ورثہ میں سے جتنے موضوعات کو سپرد قلم کیا ہے ان کی مکمل فہرست مرتب کرنا تقریباً ناممکن ہے۔ لیکن پھر بھی ادارہ کے صدر سید وجاہت رسول قادری نے اس سلسلہ میں انتہائی محنت اور جانفشانی سے یہ تفصیل مرتب کی ہے جس کو ہم قطعی طور پر مکمل تو نہیں کہہ سکتے لیکن پھر بھی اس فہرست سے قارئین کرام اعلیٰ حضرت پر ہونے والے تحقیقی کام کی وسعت کا اندازہ ضرور کر سکتے ہیں۔ یہ تفصیل ایک مقالہ کی صورت میں بعنوان ''دائرۂ معارف رضا، رضویات پر کام کی رفتار''، امسال سالنامہ ''معارف رضا'' میں پیش کر رہے ہیں۔

اعلیٰ حضرت پر عربی زبان میں بوجوہ بہت کم تصانیف منظر عام پر آسکیں لہٰذا ادارہ نے اس سلسلہ میں بھی اہم پیش رفت کی ہے اور امسال ہم چند اہم کتب شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ ادارہ کی کاوشوں سے اہل قلم حضرات نے عربی میں کثیر مقالاجات سپرد قلم کیے ہیں لہٰذا امسال سے ہم ''معارف رضا سالنامہ'' عربی

زبان میں علیحدہ سے شائع کرنے کا شرف حاصل کر رہے ہیں۔ یہی صورت حال انگریزی مضامین کی ہے ایک وقت تھا کہ انگریزی زبان میں اعلیٰ حضرت کی ہمہ جہت شخصیت پر مضامین بہت قلیل تعداد میں میسر تھے الحمدللہ اب ہمارے پاس اس زبان میں تحریر کئے گئے مقالات کا ایک کثیر ذخیرہ ہے کہ جس کے پیش نظر امسال سے ہم سالنامہ ''معارف رضا'' انگریزی زبان میں بھی علیحدہ سے شائع کر رہے ہیں۔ ''معارف رضا'' کا اردو سالنامہ حسب سابق علیحدہ سے شائع کیا جا رہا ہے۔

قارئین کرام! متذکرہ کامیابیوں کی سعادت جہاں پروردگار عالم کی کرم نوازی اور ہمارے پیارے نبی ﷺ کا صدقہ ہے وہیں ان تمام مقتدر علمائے کرام، مشائخِ عظام، دانشورانِ ذی احتشام، محققین ومخلصینِ ذی احترام کے بھی ہم مرہونِ منت ہیں جنہوں نے نہ صرف ہماری سرپرستی اور حوصلہ افزائی فرمائی بلکہ اپنے بیش بہا مالی تعاون سے بھی نوازا۔ ہم خصوصاً ادارہ کے سرپرست اعلیٰ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہٗ کے شکر گزار ہیں جن کی رہنمائی اور حوصلہ افزائی ہمیں نہ صرف خوب سے خوب تر کی جستجو عطا کرتی ہے بلکہ ملکی اور غیر ملکی تحقیقی کاوشوں تک بھی رسائی کا ذریعہ ہے اور ہمیں کام کرنے کے نت نئے زاویوں سے بھی متعارف کرواتی ہے۔ ہم جناب حاجی محمد رفیق برکاتی صاحب اور جناب حاجی نثار احمد صاحب کے بالخصوص دل کی گہرائیوں سے شکر گزار ہیں کہ ان کی فی سبیل اللہ سخاوت اور حوصلہ افزائی بہرگام ہمارے لئے ممد ومعاون ثابت ہوتی ہے۔

فجزاكم الله خيراً واحسن الجزاء

ادارہ کے کارکنان میں آفس سیکریٹری کی حیثیت سے حافظ محمد علی قادری صاحب کی شمولیت ادارہ کے نظم و ضبط کے مستحکم ہونے کا باعث بنی ہے ان کا ذوق وشوق اور اعلیٰ حضرت سے ان کی عقیدت کے پیش نظر ہمیں امید ہے کہ ادارہ کی کارکردگی میں مزید بہتری آئے گی۔ شیخ ذیشان احمد قادری، سید محمد خالد قادری اور فرحان الدین قادری، ادارہ سے کافی عرصہ سے منسلک ہیں اور حسب سابق انتہائی خلوص سے اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ ہم ان کارکنان کی کاوشوں کا بھی دل سے اعتراف کرنا ضروری سمجھتے ہیں اور انہیں شاباش کہتے ہیں!

گذشتہ کانفرنس کی، ریڈیو، ٹی.وی چینلز، اخبارات ورسائل میں شاندار کوریج کے لئے ہم ان تمام اداروں کے انتہائی مشکور ہیں اور امید کرتے ہیں کہ مسلک حق کی ترویج واشاعت میں یہ حضرات ہمارے ساتھ آئندہ بھی تعاون فرماتے رہیں گے۔

ان شاءاللہ تعالیٰ

☆☆☆

Phones : Off : 9211907
9211909
Fax : 9212008

Irfanullah Khan Marwat

MINISTER FOR
EDUCATION & LITERACY
GOVERNMENT OF SINDH.

Karachi, dated the————200

پیغام

یہ امر باعثِ مسرت ہے کہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل، کراچی ہر سال کی طرح امسال بھی اپنی گزشتہ شاندار روایت کو برقرار رکھتے ہوئے امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی شخصیت کو خراجِ تحسین پیش کرنے کے لئے اور ان کی دینی، ملی اور علمی خدمات سے عوام الناس خصوصاً اہلِ علم وفن کو روشناس کرنے کے لئے کانفرنس منعقد کر رہا ہے۔

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ ایک ایسی جامع العلوم، ہمہ جہت، عبقری شخصیت کا نام ہے جس کی زندگی کے کسی پہلو کا احاطہ کرنا ممکن نہیں ہے۔ اعلیٰ حضرت نے جہاں فقہ اور دیگر شرعی مسائل پر سیر حاصل بحث کیں اور اہم تصانیف تالیف کیں وہیں ان کی علمی بصیرت افروز نگاہ نے اپنے زمانے میں جدیدیت اور سائنس کے نام پر اسلام میں درآنے والی لغویات اور بدعات کو بھی بھانپا اور نہ صرف ایسے مضامین تحریر کئے جن کی اہمیت اور تازگی روزِ اول کی طرح آج بھی تازہ ہے بلکہ انہوں نے عملی میدان میں بھی باطل قوتوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ آپ نے ایک ایسے تعلیمی نظام کی تعبیر پر زور دیا جس کی بنیاد صحیح اسلامی فکر و عقائد پر قائم ہو اور اسی تناظر میں وہ جدید علوم کی تصویر کشی کرتا ہو۔ آج بھی ان کی علمی وجاہت یونیورسٹیوں کی توجہ کا مرکز بنی ہوئی ہے۔ ان کی توقیر و تشہیر کی پرچم کشائی تا صبح قیامت جاری رہے گا۔

ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل اس ضمن میں مثالی کردار ادا کر رہا ہے اور آج اسلامی تاریخ کے اس عظیم مفکر کے خیالات اور ان کی عالم اسلام کے لئے عظیم خدمات کو خواص اور عوام تک پہنچانے کا سہرا صرف اور صرف اس ادارے کے سر جاتا ہے۔ میں امام احمد رضا کانفرنس ۲۰۰۳ کے انعقاد پر آپ کو اور ادارہ کے دیگر اراکین کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور اس کی کامیابی کے لئے دعا گو ہوں۔

عرفان اللہ خان مروت

مورخہ: ۲۸، مارچ ۲۰۰۳

قومی ترقی کا ذریعہ - قومی زبان میں تعلیم

فیڈرل اردو یونیورسٹی آف آرٹس، سائنسز اینڈ ٹیکنالوجی

ہائیر ایجوکیشن کمیشن، عقب ٹی وی اسٹیشن، اسٹیڈیم روڈ، کراچی

پروفیسر ڈاکٹر پیرزادہ قاسم رضا صدیقی

وائس چانسلر

پیغام

یہ نہایت خوشی کی بات ہے کہ ادارہ تحقیقات احمد رضا انٹرنیشنل اپنی سابقہ روایات کو برقرار رکھتے ہوئے ہر سال کی طرح اس سال بھی امام احمد رضا کانفرنس کا انعقاد کررہا ہے اور نہ صرف کراچی میں بلکہ اسلام آباد میں بھی یہ کانفرنس ہر سال پابندی سے ہورہی ہے جس میں پاکستان بھر سے ممتاز علماء اور دانش ور شریک ہوکر مولانا احمد رضا خاں کی ہمہ صفت شخصیت اور ان کے علم وفن پر اپنی تحقیق اور فکر انگیز مقالات پیش کرتے ہیں۔

میری نظر میں اس قسم کی کانفرنسز کا انعقاد از حد ضروری ہے تاکہ ہم اور ہماری نسل نو اپنے اسلاف کی دین وملت کے لئے گرانقدر خدمات اور انکے افکار ونظریات سے آگاہی حاصل کرسکیں اور انکے نقش قدم پر چل کر زندگی کی راہیں متعین کرسکیں بلاشبہ مولانا احمد رضا خان کی ذات گرامی علم کا وہ منارہ نور ہے جو رہتی دنیا تک طالبان علم کے اذہان کو روشنی دیتا رہیگا۔

احمد رضا خاں کی شخصیت کا ہر پہلو قابل تقلید ہے انھوں نے زندگی کے ہر موڑ پر آفتاب نبوت سے روشنی حاصل کی اور اس روشنی سے علم کی ایسی شمعیں روشن کیں جو آج تک تاریک ذہنوں کو اجالوں سے فیض یاب کرتی رہی ہیں اور کرتی رہیں گی۔ مولانا احمد رضا خان نے ۱۱۷ مختلف علوم پر ایک ہزار سے زائد کتابیں تصنیف کیں یہ علوم ۱۱۷ سے زائد بھی ہوسکتے ہیں مگر اب تک کی تحقیق نے ۱۱۷ جدید علوم کی نشاندہی کی ہے۔

مولانا احمد رضا خاں سچے عاشق رسول ﷺ تھے انھوں نے اردو ادب میں صنف نعت کو اس مقام پر پہنچا دیا کہ ان کے سامنے سرو قد شعراء بھی چھوٹے چھوٹے پودوں کی صورت نظر آتے ہیں۔ اردو قصائد میں ان کا قصیدہ مواجیہ انکی شاعری کا کمال ہے عشق رسول ﷺ میں ڈوب کر جو نعتیہ اشعار ان سے قلم زد ہوئے تو خود انہیں بھی اس بات کا اندازہ نہیں ہوگا کہ اردو شاعری کے کن اعلیٰ مقامات کو چھو کر آگے بڑھ گئے۔

ادارہ تحقیقات احمد رضا انٹرنیشنل یقیناً قابل تحسین ومبارکباد ہے جو نہ صرف مولانا احمد رضا خاں کی عبقری شخصیت پر تحقیق اور ان کے علم وفن کی تبلیغ وترجیح کا کام نہایت احسن طریقے سے انجام دے رہا ہے بلکہ ادارے کی طرف سے مولانا احمد رضا خاں پر P.hd کرنے والوں کو امام احمد رضا گولڈ میڈل ریسرچ ایوارڈ بھی دیا جاتا ہے میں امام احمد رضا کانفرنس کے انعقاد پر ادارہ کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو قبول فرمائے (آمین)

پروفیسر ڈاکٹر پیرزادہ قاسم رضا صدیقی

صدر دفتر - اسلام آباد

دفتر (کراچی) : 9231476-021 فیکس: 9231477-021 رہائش (کراچی) : 9243649, 9243650-021

کلیہ سائنس وٹیکنالوجی: گلشن اقبال کیمپس، کراچی۔ فون 9243716, 4824852-021 فیکس: 9243716-021

کلیہ فنون: مولوی عبدالحق کیمپس، بابائے اردو روڈ، نزد سول ہسپتال، کراچی۔ فون 9215371, 9215367-021

University of Sindh
JAMSHORO, SINDH - PAKISTAN

Cable:"UNISINDH"
Off: (0221) 771363
Off: (0221) 771372
Res: (0221) 771193
Res: (0221) 771246
vicechan@hyd.paknet.com.pk

Mazharul Haq Siddiqui
VICE-CHANCELLOR

پیغام

مکرم و محترم! اسلام علیکم۔

مجھے بے حد خوشی ہے کے ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کے زیر اہتمام حسب سابق 'امام احمد کانفرنس ۲۰۰۳ء' منعقد کیجارہی ہے اور اس سلسلے میں ایک یادگاری مجلّہ بھی شائع کیا جارہا ہے۔

اس موقع پر جبکہ عالم اسلام انتشار کا شکار ہے اور وسائل کی فراوانی کے باوجود حصول علم میں پیچھے رہ جانے کی وجہ سے ترقی یافتہ اقوام کا دست نگر رہنے پر مجبور ہے، اس کانفرنس کا انعقاد وقت کی اہم ضرورت ہے۔

عالم اسلام کی موجودہ زبون حالی کی بنیادی وجہ ہماری اللہ اور رسول ﷺ کے احکامات کی بجا آوری میں کوتاہی ہے۔

توحید رسالت پر ایمان کلمہ طیبہ کا اولین تقاضہ ہے۔ اللہ اور اسکے اس کے حبیب رسول ﷺ کی محبت لازمۂ ایمان ہے۔ اسی سے وہ جذبات جنم لیتے ہیں جو ہر مشکل سے مشکل مرحلہ میں تحریک و تحریض کا باعث بنتے ہیں یہاں تک کہ بہ تقاضائے حالات اس نظریہ کی حفاظت اور سربلندی کیلئے جان کی بازی لگا دینے میں بھی کسی تامل کی گنجائش روا نہیں رکھتے۔ اگر حصول علم اور اخوت بین المسلمین کیلئے قرآنی احکامات اور احادیثِ مقدسہ کی اسی جذبہ ایمانی سے بجا آوری کی جاتی تو دور حاضر کے کسی ہلاکو کو بغداد کو تاراج کرنیکی جسارت نہ ہوتی۔

میری دعا ہے کہ آپکی کانفرنس کامیابی سے ہمکنار ہو اور اسکے نتیجے میں عالم اسلام میں اخوت اور اتحاد میں اضافہ ہو۔

منتظمین کو دلی مبارکباد کے ساتھ۔

مظہر الحق صدیقی

مظہر الحق صدیقی
وائس چانسلر

Ph : 9232400-01
Fax : 9232406

Niamatullah Khan
City Nazim Karachi

CITY DISTRICT GOVERNMENT KARACHI

City Nazim Secretariat
City Government Complex, Civic Centre, Gulshan-e-Iqbal, Karachi, Pakistan.

پیغام

یہ امر باعثِ مسرت ہے کہ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل، شیخ الاسلام امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کی شخصیت کو خراجِ تحسین پیش کرنے اور ان کی دینی ملی اور علمی خدمات سے عوام الناس خصوصاً اہلِ علم وفن کو روشناس کرانے کیلئے اپنی شاندار روایات کے مطابق ہر سال کی طرح امسال بھی انٹرنیشنل کانفرنس منعقد کر رہا ہے۔

امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کی شخصیت کے دو روشن پہلو ہیں۔ایک ان کا علم ہے دوسرا ان کا تصورِ عشق، امام احمد رضا کے دونوں رخ حسین ترین ہیں۔ وہ ایک جامع العلوم شخصیت تھے۔علوم وفنونِ قدیمہ وجدیدہ کی کون سی فرع تھی جس پر ان کو دسترس حاصل نہیں تھی۔ فقہ، تفسیر، حدیث، علم کلام، شعر وادب صرف ونحو، تاریخ وسیر، فلکیات، ہیئت، ریاضیات، طبیعات، کیمیا، ہندسہ، جفر، فلسفہ وطب وغیرہ، غرض ستر (۷۰) سے زیادہ علوم وفنون پر مہارت رکھتے تھے۔ان کے علاوہ عربی، فارسی، اردو اور ہندی زبانوں پر مکمل عبور تھا۔قلم رواں تھا، تحریر فصاحت وبلاغت اور علمی وجاہت کا نمونہ تھی۔عرب وعجم کے علماء نے اس کی تعرف کی ہے۔امام صاحب نے ہر موضوع پر لکھا ہے اور تصانیف کا ایک بڑا خزانہ ورثہ میں چھوڑا ہے۔جس سے، انشاءاللہ تعالیٰ اہلِ علم ودانش استفادہ کرتے رہیں گے۔

عشقِ رسول ﷺ ان کا طرۂ امتیاز ہے۔ان کی منثور اور منظوم تحریروں میں یہ خصوصیت بدرجہ اتم موجود ہے۔آپ کا ایک عظیم کارنامہ انگریز اور ہندوؤں جیسی اسلام دشمن قوم سے نجات کی راہ کی طرف رہنمائی اور راہبری اور قومی نظریہ کی تبلیغ ہے۔ یہ امام احمد رضا کی بروقت اور صحیح رہنمائی ہی کا نتیجہ تھا کہ بحمداللہ، آج ہم آزاد مملکتِ خداداد پاکستان میں امن وچین سے زندگی گزار رہے ہیں۔امام احمد رضا ہمارے عظیم محسن ہیں ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے اس عظیم محسن کو یاد رکھیں۔ان کی یاد منانے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہم ان کی تعلیمات پر عمل کریں۔رسول ﷺ کی سچی محبت کے ساتھ ساتھ ان کی سنتوں پر پابندی اور استقامت سے عمل پیرا رہیں۔

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کے صدر اور اراکین قابلِ ستائش ہیں کہ انہوں نے ہر سال امام احمد رضا کانفرنس کا انعقاد کر کے تاریک راہوں پر چراغ جلا رکھا ہے۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ انہیں ان کے نیک مقاصد میں کامیابی سے ہمکنار فرمائے۔آمین۔

نعمت اللہ خان

2 8/9

نعمت اللہ خان
سٹی ناظم کراچی

Estd: 23 March 1940

Daily
Nawa-i-Waqt

روزنامہ
نوائے وقت

Nipco House, 4-Shara-i-Fatima Jinnah, Lahore-54000 (Pakistan)
Phones: 6302050, 6367551 to 54, UAN: 111 222 007
Fax: (042) 6367583, Grams: NAWAAGENCY Lahore. P.O. Box 2059

امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ قومی کانفرنس کے موقع پر پیغام

برصغیر پاک و ہند کے بلند پایہ عالم دین اور صاحب شریعت و طریقت امام احمد رضا خانؒ کے فضائل کا بیان چند سطور میں ممکن نہیں۔ آپ نے ہمیشہ دین اسلام کی حقانیت و صداقت کی تبلیغ کی اور اپنی ایک ہزار سے زائد گراں قدر تصانیف کے ذریعے ملت اسلامیہ کی راہنمائی کی جن سے پوری ملت اسلامیہ تاابد مستفید ہوتی رہے گی۔ آپ نے برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کو ہندو سے الگ رہ کر اپنے دینی اور ملی تشخص کو قائم رکھنے کی تعلیم دی اور متحدہ قومیت کے تصور کی دینی نقطہ نظر سے نفی کی۔ اس حوالہ سے ایک جامع لائحہ عمل بھی مرتب کیا۔ مولانا احمد رضا خانؒ کی فقہی خدمات لازوال ہیں۔ ان کا فتاویٰ رضویہ گزشتہ صدی کی اہم ترین تصنیف ہے جو فقہی و شرعی علوم پر ان کی کامل دسترس کا ثبوت ہے۔ حضرت علامہ اقبالؒ نے فتاویٰ رضویہ کو فقہی علوم کا بے بہا خزینہ قرار دیا ہے جو ان کی اجتہادی بصیرت کا آئینہ دار ہے۔ (حوالہ کتاب: ''اقبالؒ کے دینی اور سیاسی افکار'' نور محمد قادری)

ضرورت اس امر کی ہے کہ پاکستان اور دیگر اسلامی ممالک تمام تعصبات سے بالاتر ہو کر امام احمد رضا خانؒ کی تعلیمات کی روشنی میں اپنے مسائل کا حل تلاش کریں تاکہ اغیار کی سیاسی اور اقتصادی غلامی سے نجات کی کوئی صورت نکل سکے۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ادارہ تحقیقات احمد رضا خانؒ سے منسلک احباب کو ان کے علمی فیضان کو عام کرنے کی ہمت و توفیق عطا فرمائے۔

مجید نظامی

مدیر

A PUBLICATION OF NIDA-I-MILLAT (PVT) LIMITED

Karachi
Block No.1, Phase-5, Khayaban-e-Shamsher, DHA,
Phones: 5843728-23, UAN: 111 222 007
Tlx: 21191 Fax: 5854325

Multan
63-Abdali Road,
Phones: 545871-74 UAN: 111 222 007
Tlx: 42475 Fax: 580658-580958

Islamabad
7-Mauve Area, Zero Point,
Phones: 2202841-44 UAN: 111 222 007
Tlx: 54169 Fax: 2202845-46

الأستاذ الدكتور حسين مجيب المصرى

الأستاذ بقسم اللغات الشرقية من جامعة عين شمس

والعضو الخبير بالمجمع اللغوى

٣ شارع الملك الأفضل ، الزمالك — تليفون المنزل : ٧٣٨٢٥٠٢

القاهرة ، مصر — تليفون العمل : ٦٨٤٨٢٨٠

سيدي الأستاذ الفاضل السيد وجاهت رسول القادري — السلام عليكم وبعد

فتسلمت بيد الشكر رسالتكم الرقيقة التي أرسلتموها إليّ لكي أكون

في مشاركتي بكلمة في مؤتمركم الموقر

ومما يسعدني وتقر به عيني أني ~~تعلمت~~ ترجمت منذ مدة كتاب صفوة المديح الذي يعد أعظم

مدحة نبوية في الأدب الأردي الإسلامي ، وقد ترجمته محتسبا أطلب الأجر حسن المثوبة ، والأمل

أن يخرج هذا الكتاب في مصر وفي باكستان ، و~~[illegible]~~

لقد ثبت أن الإمام الأجل أحمد رضا القادري داعية إسلامي لا شك في عظمته ، ولقد ذاعت شهرته

في آفاق الشرق والغرب . وكتاب صفوة المديح وضعه في مكانة بين أقطاب علماء

المسلمين الذين لن تتنكر شعوبهم على امتداد التاريخ .

وأنا أحيي المؤتمر بكل آيات الإعظام والتقدير ، وأرجو أن يذكر اسمي فيه ، لأن

ذكر اسمي فيه يذكر بما صنعت من أجل الإمام الأجل أحمد رضا ~~[illegible]~~ القادري .

والسلام عليكم

دكتور حسين مجيب المصري

القاهرة في ربيع عام ٢٠٠٣م

Dr. Hazem Mohammad Ahmed
Lecturer in Urdu dep.
Faculty of Languages and Translation
Al-Azhar University
Nasr City, Cairo, Egypt
Tel. Home ٧٥٨٣١٧١
Mobile. ٠١٠٥٢٧٦٣٤٨
Tel. Work ٢٦١٥٢٣٧ – ٢٦١٤٩٧٢
Fax. ٢٦٣٨٠٤٣
E.mail : dr-hazem١٨@hotmail.com

دكتور حازم محمد أحمد محفوظ
مدرس اللغة الأردية وآدابها
كلية اللغات والترجمة
جامعة الأزهر الشريف
مدينة نصر - القاهرة - مصر
هاتف المنزل : ٧٥٨٣١٧١
الهاتف المحمول : ٠١٠٥٢٧٦٣٤٨
هاتف العمل : ٢٦١٥٢٣٧ - ٢٦١٤٩٧٢
فاكس العمل : ٢٦٣٨٠٤٣
البريد الإليكتروني

فضيلة الإمام الجليل مولانا السيد وجاهت رسول القادري المحترم،

السلام عليكم، وبعد
فتلقينا خبر اعتزامكم عقد المؤتمر الموقر لإحياء ذكرى الإمام الجليل مولانا أحمد رضا القادري بكل سعادة، وطابت نفسنا بهذا المؤتمر العظيم، الذي تعقدونه في كل عام.

إن مواظبة مركزكم الموقر "مركز بحوث الإمام أحمد رضا القادري" على عقد هذا المؤتمر، فيه الدليل على مدى عظيم الوفاء الذي شاهدناه بأنفسنا في المؤتمرات السابقة.

إن شخصية الإمام الجليل المحتفى بذكراه معروفة مشهورة في جميع الأوساط الدينية والأدبية في مصر الأزهر، خاصة بعد ترجمة ونشر ديوانه الأردي تحت عنوان: "صفوة المديح"، فلقى كل الترحيب والثناء

تحية لكم ولمركزكم الموقر، وكل عام وأنتم بخير

دكتور حازم محمد أحمد محفوظ
مدرس الأردية وآدابها
جامعة الأزهر
القاهرة

۷۸۶

16

پروفیسر ڈاکٹر محمد انعام الحق کوثر

اعزاز فضیلت

صدارتی اعزاز برائے حسن کارکردگی

۷۲-۲-اے-او
بلاک نمبر ۳- سیٹلائٹ ٹاؤن کوئٹہ
فون: ۴۴۲۲۸۹

تاریخ ۱۱ اپریل ۲۰۰۳ء

پیغام برائے امام احمد رضا کانفرنس ۲۰۰۳ء

یہ امر باعثِ صد افتخار ہے کہ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل (رجسٹرڈ) پاکستان، نابغۂ عصر، عظیم محدث و فقیہ، شاعر و عاشقِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

بھینی بھینی مہک پر مہکتی درود
پیاری پیاری نفاست پہ لاکھوں سلام

حضرت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی و دینی کارناموں کو تحریر و تقریر سے عام کر رہے ہیں۔

بارگاہ ایزدی میں دعا ہے کہ مالکِ حقیقی سب مسلمانوں کو احکاماتِ خداوندی اور اسوۂ حسنہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پوری طرح عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین

کانفرنس کی کامیابی کے لیے دل و جان سے دعاگو ہوں۔

ہم ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

والسلام
نیاز آگیں
محمد انعام الحق کوثر
سیرت اکادمی بلوچستان (رجسٹرڈ)
کوئٹہ

पैगामे आला हज़रत

(इमाम अहमद रज़ा ख़ान फ़ाज़ल बरेलवी रहमतुल्लाह अलेह)

पियारे भाइयो ! तुम मुसतफ़ा (अलेहे सलातो व सलाम) की भोली भाली भेड़ें हो। भेड़ये तुमहारे चारों ओर हैं। यह चाहते हैं कि तुम्हें बिहका दें तुम्हें फ़िसाद में डाल दें। तुम्हें अपने साथ दोज़ख़ में ले जावें। इन से बचो और दूर भागो। दियोबन्दी हुवे , राफ़ज़ी हुवे , नेचरी हुवे , क़ादयानी हुवे , चकड़ालवी हुवे , गर्ज़ कितने ही फ़ितने हुवे और इन सब से नए गान्धवी हुवे जिनहों ने इन सब को अपने अन्द्र ले लिया। यह सब भेड़ये हैं। तुम्हारे ईमान की ताक में हैं। इन के हमलों से अपना ईमान बचाओ। हुज़ूर अक़दस (सल्लल्लाहु अलेहे व सल्लम), रब्बुल इज़्ज़त (जल्लाह जलालाहू) के नूर हैं। हुज़ूर से सहाबह रोशन हुवे , उन से ताबेईन रोशन हुवे , ताबेईन से तबा ताबेईन रोशन हुवे , उन से अायमा मुजतहेदीन रोशन हुवे , उन से हम रोशन हुवे। अब हम तुम से कहते हैं यह नूर हम से ले लो। हमें इस की ज़रूर्त है कि तुम हम से रोशन हो वुह नूर यह है कि अल्लाह व रसूल की सच्ची मुहब्बत उन की ताज़ीम और उन के दोसतों की सेवा और उन की तकरीम और उन के दुश्मनों से सच्ची अदावत , जिस से ख़ुदा और रसूल की शान में अदना तोहीन पाओ , फिर वुह तुम्हारा केसा ही पियारा कियों न हो फ़ोरन उस से जुदा हो जाओ।

जिस को बारगाह रिसालत में ज़रा भी गुस्ताख़ देखो फिर वुह तुम्हारा केसा ही बुज़ुर्ग मुअज़्ज़म कियों न हो , अपने अन्द्र से उसे दूध से मख्खी की तरह निकाल कर फेंक दो।

(वसाया शरीफ़ सफ़ह 13 अज़ मोलाना हसनेन रज़ा)

तहरीर करदह : मुहम्मद आज़म हनफ़ी क़ादरी रज़वी बरेलवी
बिमक़ाम मेगोवाल (नारोवाल) पाकिसतान।
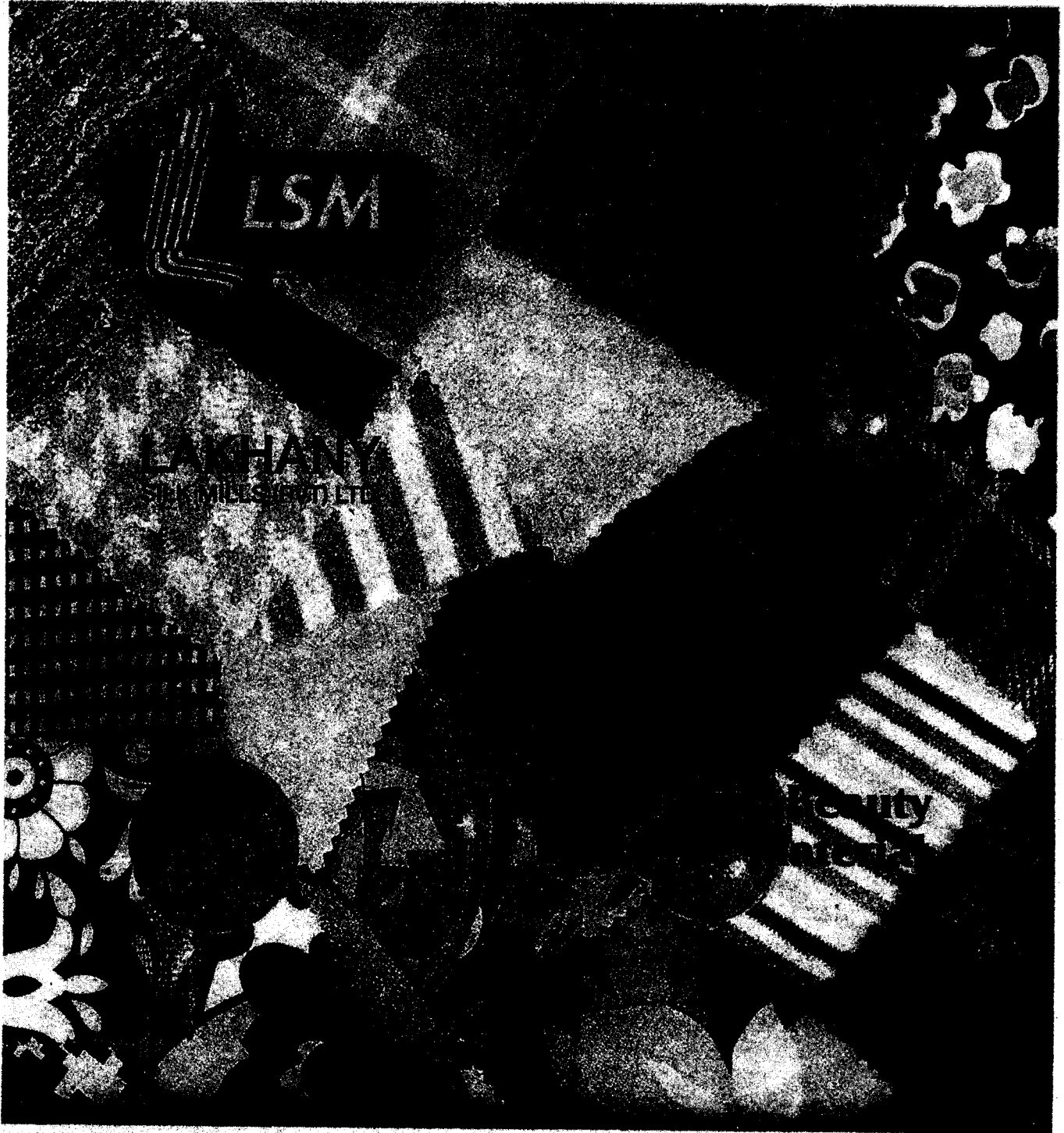
بسم اللہ الرحمن الرحیم

آل پاکستان ایجوکیشنل کانفرنس کراچی
شارع سید الطاف علی بریلوی، کراچی

محترم سید وجاہت رسول قادری صاحب،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

''امام احمد رضا کانفرنس ۲۰۰۲ء کے واسطے آپ نے پیغام طلب فرمایا ہے یہ امر میرے واسطے موجب مسرت اور سعادت ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے ہمارے خاندان کی وابستگی خاصی قدیم ہے۔ میرے والد مرحوم ومغفور کے حقیقی ماموں مولوی سید ایوب علی رضوی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے تقریباً ۲۵ رسال پیش کار رہے تھے۔ وہ آں مرحوم کے گہرے عقیدت منداور مرید تھے۔ مولوی ایوب علی دینی وخدمات پر مبنی انمول قیمتی سرمایہ لاہور لانے میں کامیاب ہوئے۔ پھر یہ مواد/لوازمہ قریب قریب سب شائع ہوگیا اور ہماری نئی نسل کی ذہنی اور علمی بالیدگی میں اپنا رول ادا کررہا ہے۔

میرے چچا سید الطاف علی بریلوی اعلیٰ حضرت کے جنازہ میں شریک ہوئے تھے۔ ان کا آنکھوں دیکھا حال اخبارات ورسائل میں شائع ہو چکا ہے۔ یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ بریلوی مکتبۂ فکر کو سنجیدگی کے ساتھ اسلامی یکجہتی کے واسطے کم استعمال کیا جارہا ہے۔ اعلیٰ حضرت شرک وبدعت کے سخت مخالف اور محبت رسول اللہ ﷺ سے سرشار تھے۔ یہی تعلیم وہ اپنے متبعین کو دیتے تھے اور آج بھی یہ سلسلہ بحمد اللہ جاری ہے۔ اعلیٰ حضرت کا طرز عمل ان حضرات کے ساتھ مثالی تھا جو ان کے مخالف تھے چنانچہ اعلیٰ حضرت اور ان کے جانشینوں کے بہترین طرز عمل کے نتیجہ میں قیام پاکستان کے بعد جب مرکز اعلیٰ حضرت کے پاس غیر مسلموں نے دیوار توڑ کر مدتوں سے بنے ہوئے ماحول کی ختم کرنا چاہا تو مولوی عبدالرؤف جو یو. پی اسمبلی کے ممبر اور دیوبندی اندازفکر کے بزرگ تھے میدان میں آگئے نتیجۃً شرپسندوں کو شکست ہوئی۔ میری کے. ام. منشی کے خلاف جاری کتاب ایجی ٹیشن کے زمانہ میں آخری ملاقات بریلی میں اس وقت ہوئی جب وہ ایک محرم کے جلوس کی قیادت کررہے تھے میں نے جسارت کرکے مولانا سے ؛ اچھا کہ آپ اور یہ ''بدعت'' فرمانے لگے کہ میرا یہ عمل عین اسلامی تعلیم کے مطابق ہے کیونکہ اس وقت نعرہ رسالت اور بانک بنوٹ کی نمائش غیر مسلم ماحول میں ایک اچھی علامت ہے۔

''العلم'' سہ ماہی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مضامین مسلسل شائع کررہا ہے اور ہر مکتبۂ فکر کے لوگ ان کو پسند کررہے ہیں۔ ''معارف رضا'' میں شائع ہونے والے لٹریچر سے توقع ہے کہ اتحاد ملت کی تحریک کو فائدہ پہنچے گا اور استحکام پاکستان کی مہم میں مدد ملے گی۔ وما علینا الا البلاغ

فقط والسلام خیر اندیش

سید مصطفیٰ علی بریلوی

ll Pakistan Educational Conference
Registered No. (384 - 1951 - 52) Under Act XXI of 1860

S. Altaf Ali Brelvi Road,
Chaurangi No. 1, Nazimabad,
Karachi - Pakistan.

Phones : Office : 621195
Res : 628548

احمد رضا بریلوی اور نظریۂ حرکتِ زمین

از: پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

احمد رضا خاں ۱۸۵۶ء میں بریلی (یو-پی، بھارت) میں پیدا ہوئے اور ۱۹۲۱ء میں یہیں انتقال کیا۔ وہ پچاس علوم و فنون میں مہارت رکھتے تھے۔(۱) علون نقلیہ کے علاوہ مندرجہ ذیل علوم عقلیہ میں ان کو کمال حاصل تھا:

منطق، فلسفۂ قدیمہ، فلسفۂ جدیدہ، ہیأۃ قدیمہ، ہیأۃ جدید، ہندسہ، ارثماطیقی، لوغارثمات، جبر و مقابلہ، حساب، توقیت، مناظر و مرایا، اکر، زیجات، مثلث کروی، مثلث مسطح، حساب ستینی، طبعیات، ارضیات، فلکیات، جفر، زائرچہ، مربعیات، فلکیات، جفر، زائرچہ، مربعات، تکسیر وغیرہ۔

انہوں نے تقریباً ہر فن میں تصانیف و شروح، حواشی، تعلیقات یادگار چھوڑے ہیں۔ میرے ذاتی کتب خانے میں ان کی ایک سو (۱۰۰) سے زیادہ عربی، فارسی، اور اردو علمی نگارشات کی فوٹو اسٹیٹ کاپیاں موجود ہیں۔

علوم سائنس میں ان کی مہارت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ ۱۹۱۹ء میں مشگن یونیورسٹی (امریکہ) کے پروفیسر البرٹ، ایف پورٹا نے اعلان کیا کہ ۱۷ دسمبر ۱۹۱۹ء کو آفتاب کے سامنے بیک وقت چند ستاروں کے جمع ہو جانے سے ممالک متحدہ میں خصوصاً اور دنیا میں عموماً زبردست تباہی مچے گی اور ایک قیامت صغراء برپا ہوگی۔ یہ خبر اخبار ایکسپریس (بانکی پور، بھارت) میں شائع ہوئی (۲)۔ جب احمد رضا خاں سے اس پر تبصرے کے لئے کہا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ پروفیسر موصوف کا یہ اعلان سراسر

لغو ہے پھر انہوں نے اس کے جواب میں ایک تحقیقی مقالہ قلم بند کر کے شائع کرایا(۳) جس میں دلائل و براہین سے پروفیسر مذکور کے وعدے کو باطل قرار دیا۔ نیویارک ٹائمز (امریکہ) کے چند شماروں کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ، ۱۷؍دسمبر کا دن جب آیا تو دنیا بھر کے ہیاۃ داں آفتاب کے مطالعہ و مشاہدے میں مصروف رہے اور چند ملکوں کے لوگ اضطراب کے عالم میں قیامت صغراء کا انتظار کرتے رہے(۴) مگر وہ نہ آنی تھی نہ آئی اور جو کچھ احمد رضا نے کہا تھا سچ ثابت ہوا۔ مغربی ہیأۃ دانوں پر احمد رضا کی یہ پہلی کامیابی تھی۔

احمد رضا نے نظریہ حرکت زمین کے خلاف بھی ایک تحقیقی مقالہ لکھا تھا مگر اس زمانے میں اہل علم مغربی افکار سے مرعوب تھے شاید اس لئے اس مقالے کا زیادہ چرچا نہ ہوا مگر اب پھر حرکت زمین کا نظریہ زیر بحث آیا ہے چنانچہ کچھ عرصہ ہوا پاکستان کی ایک فاضلہ زہرا مرزا قادری نے اس نظریہ سے اختلاف کرتے ہوئے بیان دیا تھا جو اخبار جنگ (کراچی) میں شائع ہوا تھا۔ پھر اس مسئلے پر تبادلۂ خیال کے لئے موصوفہ کو کیلیفورنیا یونیورسٹی (امریکہ) سے دعوت بھی آئی تھی (۵) اور ابھی حال ہی میں پاکستان ایک جہاندیدہ، فلسفی سید محمد تقی کا ایک مضمون نظر سے گزرا جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ وہ ۴۵ رسال سے حرکت زمین اور سکون ارض کے نظریوں پر غور کرتے رہے اور بالآخر اس نتیجے پر پہنچے کو نظریہ حرکت زمین باطل ہے۔ وہ لکھتے ہیں:-

> ''میں برابر حرکت زمین اور سکون ارض کے اختلاف پر سوچتا رہا اور بحثیں کرتا رہا اب جا کر طویل سوچ اور جدید ھیئت کے اکابر کی کتابوں کے حوالوں کے بعد یہ ایقان حاصل ہوسکا کہ حرکت ارض کا نظریہ بالکل غلط ہے(۶)''

نظریہ حرکت زمین کا جدید سلسلہ ریاضیات کے پروفیسر کا پرنیکس سے چلتا ہے انہوں نے فیثا غورث کے نظریہ حرکت زمین کی تائید کی اور بطلیموس کے تصور کائنات کو مشاہدے یا استدلال کے بجائے اس لئے رد کر دیا کہ اس میں حساب کی زیادہ پیچیدگیاں ہیں حالاں کہ بعض سائنسی تجربات نے سکون ارض کی تائید کی ہے چناں چہ ۱۸۸۰ء میں آئین اسٹائن نے ایک تجربہ کیا جس سے نظریہ حرکت زمین کا رد ہوتا تھا لیکن سائنس دانوں نے ماننے سے انکار کر دیا، ان کے انکار پر آئین اسٹائن نے اپنے تجربے کی ایسی توجیہہ پیش کی جس سے حرکت زمین کا نظریہ ثابت ہوگیا مگر بقول سید محمد تقی یہ سائنس کی تاریخ کی سب سے زیادہ غیر عقلی توجیہہ تھی (۷)۔ احمد رضا خاں نے بھی اس توجیہہ کی غیر معقولیت پر بحث وتنقید کی ہے۔ آئین اسٹائن کے بعد ۱۸۸۱ء میں مائیکلسن اور یارلے نے تجربے کئے ان سے

بھی یہ ثابت ہوا کہ نظریہ حرکت زمین باطل ہے۔ مگر سائنس دانوں نے حسب سابق اس نتیجے کو ماننے سے انکار کر دیا(۸) نوبل انعام یافتہ پاکستان کے مشہور سائنسداں ڈاکٹر عبدالسلام کے شریک پروفیسر وائن برگ نے بھی اپنی کتاب ''کائنات کی عمر کے پہلے تین منٹ'' میں ایک ایسے تجربے کا ذکر کیا ہے جس سے نظریہ حرکت زمین کی تردید ہے۔ (۹)

الغرض پے درپے تجربات کی روشنی میں نظریۂ حرکت زمین کی تردید، ہوتی رہی مگر سائنس داں ماننے سے انکار کرتے رہے (۱۰)۔ احمد رضا خاں نے اس نظریہ کا بھر پور رد کیا ہے۔ انہوں نے نظریۂ حرکت زمین کے خلاف جو دلائل و براہین پیش کئے ہیں اور مغربی سائنس دانوں پر جو تنقید کی ہے وہ قابل توجہ اور لائق مطالعہ ہے۔ انہوں نے اپنے وقت کے مشہور ریاضی داں پروفیسر حاکم علی (پرنسپل، اسلامیہ کالج، لاہور) سے مسئلہ حرکت زمین پر بحث کرتے ہوئے لکھا:

''یورپ والوں کو طریقۂ استدلال نہیں آتا،
انہیں اثبات دعویٰ کی تمیز نہیں'' (۱۱)

آپ نے دلائل حرکت زمین کتب انگریزی سے نقل فرمائے، الحمدللہ ان میں کوئی نام کو تام نہیں، سب پادر ہوا ہیں (۱۲)۔

احمد رضا نے حرکت زمین اور اس کے متعلقات پر مندرجہ ذیل چار مقالات میں بحث کی ہے:

(۱) معین مبین بھر دور شمس و سکون زمین
(۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء) مطبوعہ لاہور

(۲) فوز مبین در رد حرکت زمین
(۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء)، مطبوعہ بریلی

(۳) الکلمۃالملھمہ فی الحکمۃالمحکمہ لوھاء فلسفۃ المشئمہ، (۱۳۳۸ء/۱۹۲۰ء)
مطبوعہ دہلی

(۴) نزول آیات فرقان بسکون زمین و آسمان
(۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء)، مطبوعہ لکھنؤ

نظریہ حرکت زمین کے رد میں فوز مبین اہم کتاب ہے۔ اس میں ایک مقدمہ ہے جس میں مقررات ہیأۃ جدیدہ کا بیان ہے جس سے مقالے میں کام لیا گیا ہے پھر چار فصلیں ہیں۔ فصل اول میں نافریّت پر بحث کی ہے اور اس سے ابطال حرکت زمین پر بارہ دلیلیں قائم کی ہیں ---فصل دوم میں جاذبیّت پر بحث کی ہے اور اس سے حرکت زمین کے بطلان پر پچاس دلیلیں قائم کی ہیں --- فصل سوم میں خود حرکت زمین کے ابطال پر تینتالیس دلیلیں ہیں۔ اس طرح مجموعی طور پر ۱۰۵ دلائل سے نظریۂ حرکت زمین کو باطل کیا ہے --- ان تمام دلائل میں صرف ۱۵ دلائل ایسے ہیں جو پچھلی کتابوں میں مل جاتے ہیں باقی ۹۰

دلائل خود احمد رضا خاں کی فکر رسا کا نتیجہ ہیں ---فصل چہارم میں ان شبہات کا رد ہے جو ھیأۃ جدیدہ حرکت زمین کے ابطال میں پیش کرتا ہے---آخر میں خاتمہ ہے جس میں کتب الٰھیہ سے گردش آفتاب اور سکون ارض کو ثابت کیا گیا ہے۔

فوز مبین کے ۹۶ رصفحات ماہنامہ الرضا (بریلی) کے ۱۹۲۰ء اور ۱۹۲۱ء کے متعدد شماروں میں شائع ہوئے (۱۳) مگر احمد رضا خاں کے انتقال کے بعد ۱۹۲۱ء ہی میں اشاعت کا سلسلہ بند ہوگیا۔ اصل مقالہ تقریباً ڈھائی سو صفحات پر مشتمل ہے۔تلاش و جستجو کے بعد اس کا ایک قلمی نسخہ بریلی میں ملا ہے، اہل فن اگر اس کا مطالعہ کریں تو فائدے سے خالی نہ ہوگا (۱۴)۔ عالمی سائنس داں ڈاکٹر عبدالسلام کی فرمائش پر فوز مبین کے مطبوعہ اوراق تحقیق و مطالعہ کے لئے بین الاقوامی نظری طبعیات کے ادارے کو اٹلی بھیجے ہیں

احمد رضا نے علوم عقلیہ کو قرآن کی روشنی میں پرکھا اور قرآنی ارشادات کو عقلی دلائل سے ثابت کیا۔ وہ قرآنی علوم کے ساتھ ساتھ سائنسی علوم میں بھی مہارت رکھتے تھے، ان کی خیال میں قرآنی ارشادات حتمی و قطعی ہیں اور سائنسی افکار و نظریات غیر حتمی غیر قطعی اور ارتقا پذیر۔ اس لئے قرآن کی روشنی میں سائنسی نظریات کو پرکھنا چاہیے اور قرآنی ارشادات کو دور از کار تاویلات کرکے سائنسی نظریات کے مطابق نہ بنانا چاہتے۔احمد رضا خاں کے اس انداز فکر مسلمان سائنس دانوں کے لئے ایک نئی راہ متعین کردی ہے جس پر چل کر وہ بسرعت ترقی کرسکتے ہیں کیوں کہ وحی کی رفتار عقل کی رفتار سے بہت تیز ہے، اس رفتار کا اندازہ لگانا عقل کی بس کی بات نہیں۔

☆☆☆

حوالہ جات

(۱) سندھ کے ایک ادیب و قلمکار جناب اللہ بخش عقیلی ٹھٹھوی مرحوم نے احمد رضا خاں بریلی پر ۱۹۲۲ء میں ایک مقالہ لکھا تھا جو ماہنامہ تصوف (لاہور) ستمبر ۱۹۲۲ء میں شائع ہوا۔ اس میں احمد رضا خاں بریلوی کے علم و فضل کو سراہا ہے اور زبردست خراج عقیدت پیش کیا ہے ---مسعود

(۲) اخبار ایکسپریس (بانکی پور، بھارت)، مطبوعہ ۱۸را کتوبر ۱۹۱۹ء۔

(۳) ماہنامہ الرضا (بریلی)، شمارہ صفر ۱۳۳۸ھ/ ۱۹۱۹ء، و ربیع الاول ۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء۔

(۴) نیویارک ٹائمز (امریکہ)، مورخہ ۱۶، ۱۸، دسمبر ۱۹۱۹ء۔

(۵) اخبار جنگ (کراچی)، مورخہ یکم فروری ۱۹۸۲ء ص ۳، ک ۵۔

(۶) اخبار جنگ (کراچی)، مورخہ ۱۱ر مئی ۱۹۸۰ء۔

(۷) اخبار جنگ (کراچی)، مورخہ یکم فروری ۱۹۸۲ء، ۳، ک ۵

☆☆☆

تاریخ نعت گوئی میں امام احمد رضا کا مقام

عاشقاں را شد مدرس حسن دوست
صد کتاب و صد ورق خود روئے اوست

صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

نعت رسول مقبول ﷺ کا موضوع اس قدر وسیع بلکہ لامحدود ہے کہ اس پر جو کچھ بھی لکھا جائے کم ہے اور کیوں نہ ہو جب خالق کائنات عزوجل خود اور اس کے فرشتے سرور کائنات ﷺ کے تعریف وتوصیف میں مشغول ہوں تو پھر اس کی وسعتوں اور پہنائیوں کا اندازہ انسانی فکروذہن اور زبان وبیان کیسے کرسکتا ہے۔

قرآن کریم اللہ رب جلیل کا عظیم کلام ہے ''الحمد'' سے ''والناس'' تک تمام کا تمام محبوب کبریا علیہ التحیہ والثناء کے جلال و جمال اور شان وکمال کا بیان ہے، قرآن کریم کی ہر آیت کریمہ مدحت رسول کے نمونے پیش کررہی ہے حتیٰ کہ رب تعالیٰ جہاں اپنی یکتائی وبے نیازی کا اعلان فرما رہا ہے وہاں بھی براہ راست مخلوق سے مخاطب نہیں ہے بلکہ اس کی بجائے اپنے حبیب لبیب ﷺ کی زبان فیض ترجمان سے یہ اعلان سننا اور کروانا پسند فرماتا ہے:

قل ھو اللہ احد

اے محبوب تم فرماؤ کہ وہ اللہ ہے وہ ایک ہے

سید عالم ﷺ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زبان سے اپنی نعت سن سن کر خوش ہوتے اور خوشی سے جھومتے اور پھر ان الفاظ میں ان کو دعا دیتے ''اَللّٰھُمَّ اَیِّدہُ بِرُوحِ الْقُدُس'' اے اللہ سبحانہ وتعالیٰ تو روح القدس (حضرت جبرئیل علیہ السلام) سے ان کو تقویت پہنچا اور ان کی مدد فرما (اور ان کی زبان وقلم کی قوت عطا فرما)

محسن کاکوروی کا شمار بلاشبہ اردو کے بڑے نعت گو شعراء میں ہوتا ہے۔ ان کی زندگی کا سرمایہ ہی نعتیں ہیں ان

کی کلیات میں سوائے ایک مدحیہ قصیدے کے (جو نواب واجد علی شاہ کے لئے کہا گیا) نعتوں کے علاوہ کوئی دوسری چیز نہیں۔ ''وہ اردو کے پہلے شاعر ہیں جنہوں نے نعت گوئی کو سنجیدگی سے ایک مستقل فن کی حیثیت سے اپنایا اور اس بلند سطح تک لے گئے جس سے آگے بڑھنا دوسروں کے لئے آسان نہ رہا''

محسن کے بعد امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ (م ۱۹۲۱ء) نے اردو کی نعتیہ شاعری میں چار چاند لگا دیئے۔ امام احمد رضا خاں محدث بریلوی ۔۱۰/شوال المکرم ۱۲۷۲ھ/۱۴/جون ۱۸۵۶ء کو ہندوستان کے صوبہ یوپی کے شہر بریلی میں پیدا ہوئے اور ۲۵/صفر المظفر ۱۳۴۰ھ/ ۲۸/اکتوبر ۱۹۲۱ء میں اسی شہر میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ بلاشبہ وہ اپنے دور کے ایک جید عالم دین ،متبحر حکیم، عبقری فقیہہ، صاحب نظر صوفی، بے نظیر مفسر قرآن ،عظیم محدث، سحر بیان خطیب، صاحب طرز قلم نگار، شاعر ادیب اور تصانیف کثیرہ کے مالک تھے۔

حضرت رضا بریلوی نے نعت رسول مقبول ﷺ اور منقبت صحابہ اولیاء کو اپنا موضوع سخن بنایا اور ہر صنف سخن مثلاً غزل، قصیدہ، رباعی مثنوی وغیرہ میں طبع آزمائی کی۔ یوں تو ان کا ہر شعر حسن صوروی و معونی کا مظہر ہے، لیکن قصائد میں انہوں نے فن شاعری کی جس کمال اور استاذانہ مہارت کا مظاہرہ کیا ہے وہ اردو کے غزل گو اساتذہ کلام کو بھی میسر نہیں۔

حضرت رضا بریلوی کے نعتیہ دیوان حدائق بخشش (اول، دوم اور سوم) میں بارہ قصائد ہیں جن میں ایک حصہ اول میں، تین حصہ دوم میں اور آٹھ حصہ سوم میں ہیں۔ البتہ حصہ سوم میں دو قصائد نامکمل ہیں۔ ان میں مشہور معروف قصائد درج ذیل ہیں:

(۱) قصیدۂ نوریہ (۲) قصیدۂ درودیہ
(۳) قصیدۂ سلامیہ (۴) قصیدۂ معراجیہ

لیکن ان سب میں فنی اعتبار سے سب سے زیادہ حیرت انگیز حدائق بخشش حصہ سوم کا تقریباً ۱۵۰/اشعار کا وہ نعتیہ قصیدہ ہے جس میں علم ہیئت اور نجوم کی اصطلاحات بطور صنعت استعمال کی گئی ہیں اور یہ قصیدہ بقول نظیر لدھیانوی ''اردو ادب میں بے نظیر ہے''۔ علامہ شمس بریلوی مرحوم نے اس کے تقریباً (۸۰) اشعار کی تشریح کی ہے جو ''معارف رضا'' کراچی شمارہ چہارم (۱۹۸۴ء) شمارہ ہفتم (۱۹۸۷ء) اور شمارہ ہشتم ۱۹۸۸ء میں قسط وار شائع ہوا ہے۔ حضرت علامہ شمس بریلوی قصیدے کے ۵۱/ویں شعر:

مدحت غائب ہوئی شوق کی آتش فروز
گل کی حضوری میں ہو بلبل جان نغمہ زن

کی شرح کے بعد فرماتے ہیں کہ:

''اس شعر کے بعد حضرت رضا نے نے مدحت حاضر یعنی نعت سرور کونین ﷺ میں (۸۸) اشعار کہے ہیں اور علم ہیئت کی اصطلاح کے بیان

کا جو التزام مطلع میں رکھا ہے وہ آخر تک ترک نہیں فرمایا۔ نعت میں اس التزام کے ساتھ قصیدہ پیش کرنا حقیقت میں فکر رضا کا کمال ہے کہ ہر قدم پر قدغن ہے۔ شریعت کے حدود سے تجاوز نہیں کیا جا سکتا اس لئے یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ بدر چاچی کا مدحیہ قصیدہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اس قصیدے کے سامنے ہیچ ہے۔ بدر چاچی کے قصیدوں میں صرف تشبیب تک علم ہیئت کا التزام ہے۔ مدح حاضر میں وہ اس کو ترک کر دیتا ہے جبکہ حضرت رضا نے آخیر تک اس التزام کو قائم رکھا ہے''

امام احمد رضا بریلوی کے جتنے بھی قصائد (عربی، اردو، فارسی) ہیں وہ یا تو سید عالم ﷺ یا صحابۂ کرام و اہل بیت اطہار (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) اور یا اولیاء صالحین (رحمہم اللہ) کی مدح میں کہے گئے ہیں اس لئے کہ حضرت رضا ان کے علاوہ کسی دنیوی تاجدار سلطنت، راجہ یا امراء وقت کی مدح سرائی روا نہیں رکھتے تھے یہ ان کے مزاج اور ضمیر کے خلاف تھا۔ چنانچہ مشہور واقعہ ہے کہ جب نواب نانپارہ نے آپ سے اپنی شان میں قصیدہ لکھنے کی فرمائش کی اور اس کے عوض آپ کے دار العلوم منظر اسلام کی خدمت کا وعدہ بھی کیا۔ تو آپ نے ایک خوبصورت نعت شریف لکھ کر ان کو بھجوا دی جس کا مطلع یہ ہے:

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گماں نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

مقطع میں بڑی خوبصورتی سے اپنے مسلک کا اظہار بھی کیا ہے اور نواب صاحب نانپارہ کی وساطت سے تمام اہل دول و امراء سلطنت کو یہ پیغام بھی دیا ہے کہ جن کی زبانیں ہمہ وقت اپنے کریم آقا و مولیٰ، سیدنا محمد رسول ﷺ کے ذکر میں مشغول ہوں وہ دنیا کے کسی بڑے سے بڑے اہل ثروت و سلطنت کو خاطر میں نہیں لاتے ان کو ان فضول کاموں کی فرصت ہی نہیں اور نہ وہ کسی کے خوف سے یا درھم و دینار کی لالچ میں اپنے اشعار کا سودا کرتے ہیں۔

کروں مدح اہل دول رضا پڑے اس بلا میں مری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا مرا دین پارۂ ناں نہیں

ملاحظہ ہو اس شعر میں ''نان پارہ'' کا لفظ کو الٹ کر ''پارۂ نان'' استعمال کیا گیا ہے جس سے شعر کا حسن دوبالا ہو گیا ہے۔ اسی عقیدہ کا اظہار انہوں نے اپنے ایک اور قصیدے (حدائق بخشش حصہ سوم) میں بھی کیا ہے:

مدح حسیناں نہ کہہ، وصف امیراں نہ کر
خَلق انہی کی حسیں، خُلق انہی کا حسن

گذشتہ سطور میں جن چار قصائد کا ذکر کیا گیا ہے ان کی خصوصیت یہ ہے کہ ان قصائد کے ذریعہ رضا بریلوی نے پہلی بار نعتیہ اردو ادب میں تشبیب کے مضامین میں وہ وسعت و معنویت پیدا کی ہے جس کی اس سے قبل کے نعتیہ لٹریچر (اردو، فارسی، عربی) میں بہت مشکل سے نظیر ملے گی بلکہ بعض جہتوں سے آپ نے تشبیہ استعارہ، کنایہ، تشبیب

ردی وقوافی کا نئے انداز سے جو اہتمام و استعمال کیا ہے وہ آپ کی اپنی ایجادات اور اولیات ہیں۔

علامہ شمس بریلوی ''قصیدۂ سلامیہ'' کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

''حضرت رضا بریلوی قدس سرہٗ کا وہ سلام محبت آگیں جس کا مطلع:

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ھدایت پہلاکھوں سلام

ہے ہر اس مسلمان کے دل کی آرزو ہے جس کا دل محبت سرکار دو عالم ﷺ سے معمور ہے اس سلام میں عجیب والہانہ جذبات اور وارفتگی کا عالم نظر آتا ہے۔ ان اشعار میں سراپائے قدس سے جو پارہ ہائے نور یعنی اعضائے پاک، خامۂ رضا نے منتخب کئے ہیں ان کی کما حقہ تعریف نظم تو نظم نثر میں بھی دشوار ہے۔ یہ مکمل سلام ایک سو ستر اشعار پر مشتمل ہے''۔

دراصل امام احمد رضا کا یہ قصیدۂ سلامیہ ان کے عشق رسول ﷺ کا مظہر ہے مولانا کوثر نیازی اس سلام کے متعلق لکھتے ہیں:

''اردو، عربی، فارسی تینوں زبانوں اور تمام زبانوں کا نعتیہ کلام میں نے دیکھا ہے اور بالاستعیاب دیکھا ہے۔ میں بلا خوف تردید کہتا ہوں کہ تمام زبانوں اور تمام زمانوں کا پورا نعتیہ کلام ایک طرف اور شاہ احمد رضا کا سلام:

''مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام''

ایک طرف۔ دونوں کو ایک ترازو میں رکھا جائے تو احمد رضا کے سلام کا پلڑا پھر بھی جھکا رہے گا

میں اپنے اس مقالے کو پروفیسر سید عبدالرحمٰن بخاری، دعوۃ اکیڈمی، انٹرنیشنل اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کے ان الفاظ پر ختم کرتا ہوں:

''دنیا کے گوشے گوشے میں جہاں بھی کوئی اپنے آقا ﷺ کو یاد کرتا ہے اور ان کی بارگاہ میں ہدیہ درود و سلام نچھاور کرتا ہے، احمد رضا کے لہجے سے ہمکنار ہو جاتا ہے۔ احمد رضا نے اپنے آقا ﷺ کے حضور کچھ ایسے جذبوں کا نذرانہ پیش کیا ہے کہ آج بحر و دشت و جبل میں ہر سو اسی کی گونج سنائی دے رہی ہے:

مصطفیٰ جان رحمت پہلاکھوں سلام
شمع بزم ھدایت پہ لاکھوں سلام

مجھے یقین ہے کہ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کا یہ سلام کچھ اس شان سے مقبول ہوا کہ اسے محبت رسول کا عالمگیر تحفہ بنا دیا گیا ہے۔ اب جو بھی چاہتا ہے کہ اسے بارگاہ رسول ﷺ میں پذیرائی ملے وہ اپنی دھڑکنوں میں احمد رضا کے جذبے سمو لیتا ہے اور اپنی زبان پر احمد رضا کے شعر سجا لیتا ہے:

یہی کہتی ہے بلبل باغ جناں کے رضا کی طرح کوئی سحر بیاں نہیں ھند میں واصف شاہ ھدی، مجھے شوخی طبع رضا کی قسم

امام احمد رضا

ناموس رسالت کے امین صلی اللہ علیہ وسلم

جمیل احمد نعیمی
(استاذ الحدیث وناظم تعلیمات دار العلوم نعیمیہ، کراچی)

مئی ۱۹/۵۲ء میں احقر جب اپنے سسر محترم حضرت علامہ حافظ محمد مسعود احمد صاحب چشتی، صابری علیہ الرحمۃ کے ساتھ شیخ التفسیر والحدیث، تاج العلماء، سراج الفقہاء، رئیس الاتقیاء علامہ مفتی محمد عمر صاحب نعیمی، اشرفی علیہ الرحمہ کی خدمت بابرکت میں شرف تلمذ حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوا، تو پہلی مرتبہ مفسر کبیر، محدث خبیر، علامہ ابن علامہ، مفتی ابن مفتی، فقیہ ابن فقیہ، عمدۃ الاصفیاء، زبدۃ الاتقیاء، الحاج، الحافظ، القاری، پیکرِ ادب واحترام، مجسمہ عشق و محبت الشاہ امام احمد رضا خان صاحب قادری، برکاتی، بریلوی، المعروف عبدالمصطفیٰ علیہ الرحمۃ والرضوان کا نامِ نامی اسمِ گرامی سننے کا اتفاق ہوا اس کے بعد ۵۲ء سے ۶۶ء تک (تادمِ وصال) مسلسل اپنے استاد محترم سے ان کا ذکر سننے کا شرف حاصل ہوتا رہا، کوئی مجلسِ درس، کوئی محفلِ خطاب ایسی نہ تھی کہ جس میں تاج العلماء اپنے استاد محترم سید المفسرین، رئیس المحدثین، امام المناظرین، سواد اعظم اہلسنت کے سیاسی قائد اعظم، علامہ سید محمد نعیم الدین صاحب، قادری، اشرفی، مراد آبادی علیہ الرحمۃ کے حوالے سے کوئی نہ کوئی بات یا واقعہ پیش نہ فرماتے ہوں۔ احقر کی اعلیٰ حضرت، مجدد دین وملت، امام اہلسنت علیہ الرحمۃ کے سلسلے میں یہ پختہ رائے ہے کہ برسہا برس بعد ایسی عظیم اور منفرد شخصیتیں جنم لیتی ہیں۔

سالہا در کعبہ و بت خانہ می نالد حیات
تا ز بزم عشق یک دانائے راز آید بروں

اس میں کسی اہلِ ایمان کو کوئی شک و شبہ نہیں کہ

اس برصغیر میں شیخ المحدثین، علامہ عبدالحق قادری محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اور فاضلِ جلیل، شیخِ طریقت حضرت مجددِ الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی علیہ الرحمۃ کے دوسو سال بعد امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ جیسی عظیم شخصیت کو چشمِ فلک نے بھی نہیں دیکھا جس نے اپنے علم وفضل، فکر ونظر، زہد وتقویٰ اور خداداد صلاحیتوں سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے اس برصغیر میں تقدیسِ الوہیت، ناموسِ رسالت ﷺ، عظمتِ صحابۂ کبار واہلِ بیتِ اطہار وادب وحرمت اولیاءِ ابرار کی تحریک کو بقاء اور جلا بخشی۔

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
لِلّٰہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا
آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

یہ وہ تحفظ مقام مصطفیٰ ﷺ اور نفاذ نظام مصطفیٰ ﷺ کی عظیم تحریک ہے جس کو امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے جاری کیا بعدہٗ موصوف کی اولاد واحفاد، خلفاء، تلامذہ اور علماء اہلسنت ومشائخ ملت نے جاری وساری رکھا، بالخصوص فرزند اکبر، فاضل جلیل، عالم نبیل، مفسر کبیر، محدث شہیر، ادیب خبیر، حجت الاسلام، علامہ حامد رضا خان صاحب قادری، برکاتی، رضوی علیہ الرحمۃ اور ان کے برادر عزیز صدر العلماء، زبدۃ الاتقیاء، عمدۃ الاصفیاء، فقیہ اعظم، المعروف مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خان صاحب، قادری، برکاتی، نوری رحمہ اللہ القوی نے جاری وساری رکھا نیز یہ کہ محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کے معاصرین میں جو موصوف کے معتقدات ومعمولات اور نظریات سے متفق اور حامی تھے بے شمار علماء کرام ومشائخ عظام تھے ان سب کے ذکر خیر کا احاطہ تو مشکل ہے لیکن چند حضرات کے اسماء گرامی قدر کا ذکر احقر پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے۔ بقول حضرت سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ۔

نام نیکاں رفتگاں ضائع مکن
تا بماند نام نیکت برقرار

(۱) قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین، شیخ المشائخ، حضرت شاہ علی حسین صاحب علیہ الرحمۃ المعروف اشرفی میاں صاحب۔

(۲) عالم باعمل، صوفی باصفا، مقرر شعلہ نوا حضرت علامہ ھدایت الرسول صاحب قادری، رضوی، رامپوری علیہ الرحمۃ

(۳) صدر الافاضل، فخر الاماثل، حضرت علامہ، مولانا سید محمد نعیم الدین صاحب محدث مراد آبادی علیہ الرحمہ

(۴) ماہر علم فرائض، تاج العلماء، علامہ مفتی محمد عمر صاحب نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ۔

(۵) صدر الشریعۃ، بدر الطریقۃ، فقیہ العصر، ابو العلاء

علامہ امجد علی صاحب قادری رضوی علیہ الرحمہ

(۶) فاضل جلیل ، عالم نبیل ، وارث علوم نبویہ ﷺ محب الرسول حضرت علامہ عبدالقادر شاہ صاحب عثمانی ، قادری بدایونی علیہ الرحمہ۔

(۷) عالم باعمل ، صوفی باصفاء حضرت علامہ مولانا محمد شاہ کرامت اللہ صاحب چشتی ، صابری ، رامپوری دہلوی علیہ الرحمۃ (مستفتی ، الامن والعلی لنا عتی المصطفیٰ ﷺ) ۔

(۸) سیاح عالم ، مبلغ اسلام ، الشاہ محمد عبدالعلیم صدیقی ، قادری ، رضوی علیہ الرحمۃ ۔

(۹) فاضل جلیل ، عالم نبیل ، فقیہ اعظم ، علامہ مفتی مظہر اللہ شاہ صاحب نقشبندی ، دہلوی علیہ الرحمۃ ۔

(۱۰) مفسر جلیل ، محدث نبیل شارحِ کتبِ صحاحِ ستہ ، حضرت علامہ وصی احمد صاحب محدث سورتی علیہ الرحمہ۔

(۱۱) رئیس المفسرین ، زینت المحدثین ، حضرت علامہ مولانا سید دیدار علی شاہ صاحب نقشبندی رضوی علیہ الرحمۃ

(۱۲) شیر بیشۂ اہلسنت ، امام المناظرین ، غیظ المنافقین ، ابوالفتح علامہ محمد حشمت علی صاحب قادری رضوی علیہ الرحمۃ

بے شمار علماء کرام و مشائخ عظام میں سے ان چند کے متعلق احقر نے بیان کر دیا۔ سن ۱۹۵۲ء میں احقر تاج العلماء مفتی محمد عمر صاحب نعیمی ، اعزازی خطیب جامع مسجد آرام باغ علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تا وصال (۱۹۶۶ء) کوئی دن سفر ہو یا حضر شاید و باید موصوف اعلیٰ حضرت ، مجدد ملت ، امام اہلسنت علیہ الرحمۃ اور اپنے گرامی قدر استاد محترم علیہ الرحمۃ کا ذکر نہ فرماتے ہوں ؛ نیز یہ کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی قوت حافظہ ، ذہانت و فطانت ، فصاحت و بلاغت اور عشق رسول ﷺ کا ذکر نہ کرتے ہوں اور فرمایا کرتے تھے کہ جو ذہن وقاد ، طبع اخاذ اور مزاج نقاد امام اہلسنت کو مبداء فیاض جلیلہ جل جلالہٗ کی طرف سے بوسیلۂ حضور اکرم ﷺ عطاء ہوا وہ بہت کم لوگوں کو ملا اسی لیے فتاوی رضویہ شریف کے خطبے کو سبقاً سبقاً احقر اور احقر کے چند ساتھیوں کو پڑھایا فقیر اپنے اس مختصر سے مضمون کو اس شعر پر ختم کرتا ہے ۔

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھادیئے ہیں

☆☆☆

علم حدیث میں محدث بریلوی
کی
مجددانہ شان

علامہ عبدالستار ہمدانی*
(مرکز اہلسنت برکاتِ رضا، پور بندر (گجرات)

حدیث یعنی حضورِ اقدس، جان ایمان ﷺ کا (۱) قول یا (۲) فعل یا (۳) حال یا (۴) تقریر۔ یعنی حضور اقدس ﷺ نے:

(۱) کچھ ارشاد فرمایا ہو، یا
(۲) حضور اقدس ﷺ نے کوئی فعل کیا ہو، یا
(۳) حضور اقدس ﷺ سے کسی حال میں پائے گئے ہوں، یا
(۴) حضور اقدس ﷺ کے سامنے کسی بھی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ کہا یا کوئی فعل کیا اور حضور اقدس ﷺ نے سکوت اختیار فرمایا۔ عرفِ شرعی میں اسے حدیث کہا جاتا ہے۔

دین اسلام کے تمام اصولی فروعی احکامات کا دارومدار قرآن مجید اور احادیث کریمہ پر ہی ہے۔ اجماع امت اور قیاس بھی صرف اسی صورت میں قابل اعتماد وقبول ہیں کہ ان کی موافقت قرآن و حدیث کی سند سے حاصل ہو۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب اکرم ﷺ کی عظمت ورفعت کا اظہار فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوٰى ٥
اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ٥" (پارہ ۲۷، سورۃ النجم، آیت ۲-۳)

ترجمہ: "اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے، وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی

ہے''۔(کنزالایمان)

احادیث کریمہ دراصل اقوال و افعال نبی کریم ﷺ کا مجموعہ ہے اور یہ مجموعہ فی الحقیقۃ قرآن کریم کی تعبیر و تشریح ہے۔قرآن کریم میں بیان شدہ شرعی احکام کی عملی صورت کی وضاحت و ہیئت احادیث کریمہ سے ہی سمجھ میں آتی ہیں اور قرآن مجید میں مذکورہ شرعی احکام متعین کرنے کا ذریعہ احادیث رسول اکرم ﷺ ہیں۔لہٰذا صحابۂ کرام کے زمانے سے ہی احادیث رسول کے عظیم ذخیرہ کو محفوظ کرنے کا اہتمام و التزام کیا گیا اور اس کے تعلق سے قوانین وضوابط مقرر کئے گئے ہیں۔انہیں میں سے اسماء الرجال بھی ہے۔اس فن میں راویانِ احادیث کے حالات کی معرفت کا علم حاصل کیا جاتا ہے۔جو راویان حدیث کی زندگی پر کھلی روشنی ڈال سکے۔

ایک محدث کے لئے صرف متنِ احادیث کا ذہن میں مستحضر رکھنا ہی ضروری نہیں بلکہ اس کے احاطۂ علم و دانش میں یہ امر بھی ہر وقت حاضرِ ذہن ہونا ضروری ہے کہ اس حدیث کا راوی کون ہے؟ اور یہ راوی ثقہ ہے یا غیر ثقہ؟ اور علم اسماء الرجال کے ضوابط و اصول کی بناء پر اس راوی کی بیان کردہ حدیث کا درجہ اقسام حدیث کے اعتبار سے کیا ہے؟ اس حدیث سے احکام کا استخراج کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اور کیا اس حدیث سے استفادہ کیا جاسکتا ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔

یہاں تک کی گفتگو کا ماحصل یہ ہے کہ ایک محدث اور فقیہ کے لئے مسائل کے بیان میں حدیث دانی کا صرف سرسری علم ہی نہیں بلکہ فن حدیث، اصول حدیث، اسماء الرجال وغیرہ پر وسیع اور بالغ النظری کا علم ہونا لازمی اور ضروری ہے۔ساتھ ہی ساتھ قوت حافظہ بھی بڑی قوی اور پختہ ہونا چاہیے۔جب ایک محدث اور فقیہ کے لئے اتنا ضروری ہے تو ایک مجدد کے لئے تو اس سے بھی زائد علم و یادداشت درکار ہے۔لیکن امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے محبوب اکرم ﷺ کا ایسا فضل عظیم اور کرم عمیم تھا کہ:

> ''ایک مجدد کے لئے جو عبور اور صلاحیت درکار ہوتی ہے اس سے کہیں زیادہ عبور و صلاحیت اللہ ورسول نے انہیں ودیعت فرمائی تھی۔ یہاں تک کہ بقول علماء عظام و ائمہ کرام ملت اسلامیہ گزشتہ چار پانچ صدیوں میں امام احمد رضا محقق بریلوی جیسا جامع العلوم والفنون عالم پیدا نہیں ہوا''

امام احمد رضا محقق بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان علمِ حدیث، اصولِ حدیث، معرفتِ حدیث، طرقِ حدیث، عللِ حدیث مصطلحاتِ حدیث، راویانِ حدیث میں یگانۂ روزگار تھے، ان کا ثانی نظر نہیں آتا۔امام احمد رضا محقق بریلوی کو حدیث کے پرکھنے، جانچنے اور حدیث کی شرط و

معیار متعین کرنے اور روایان حدیث کی معرفت و شناخت طے کرنے میں جو مہارت تامہ حاصل تھی وہ ان کے ممتاز و صف اور بلند و بالا مقام پر فائز ہونے کی شاہد عادل تھی۔

حالانکہ تمام علوم وفنون میں "فن اسماء الرجال" نہایت مشکل فن مانا جاتا ہے اور صرف اسی فن میں مہارت حاصل کرنے میں فنکار کی زندگی کا بیشتر حصہ صرف ہو جاتا ہے۔ زندگی بھر کی محنت و مشقت برداشت کر کے صرف اسی ایک فن میں بڑی مشکل سے مہارت حاصل ہوتی ہے۔ امام احمد رضا محقق بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی حیات طیبہ کا جائزہ لینے سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوتی ہے کہ آپ کو کل ایک سو چودہ (۱۱۴) علوم وفنون میں مہارت کاملہ حاصل تھی۔ انہیں علوم وفنون میں سے علم اسماء الرجال میں امام احمد رضا کی معلومات و مہارت پر جب نظر پڑتی ہے تو بڑے بڑے محدثین بھی عش عش پکار اٹھتے ہیں، گویا یوں محسوس ہوتا ہے کہ امام احمد رضا محقق بریلوی نے صرف اسی فن کی خدمت میں اپنی پوری زندگی صرف فرمادی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ امام احمد رضا محقق بریلوی اس علم کے ساتھ ساتھ دیگر علوم وفنون کی طرف بھی توجہ فرماتے تھے اور ان کے ذریعہ خدمت دین متین میں سعی بلیغ فرماتے تھے۔

فن "اسماء الرجال" میں امام احمد رضا محقق بریلوی کی مہارت تامہ کا یہ عالم تھا کہ جب کسی طرق حدیث یا راوئ حدیث پر بحث کرتے تو اس کا طبقہ و درجہ طے کرنے میں دلائل و شواہد کا انبار لگا دیتے تھے۔ روایتوں اور سندوں سے صفحے کے صفحے بھر دیتے تھے اور جرح و تعدیل و نیز معرفت و تمحیص حدیث پر جو بحث فرماتے ہیں، وہ بڑے بڑے محدثین میں بھی کم دیکھنے کو ملتی ہے، مثال کے طور پر۔

سادات کرام اور حضرات بنی ہاشم کو زکوٰۃ دینا حرام ہے، اس مسئلہ کی تحقیق میں آپ نے ایک مستقل کتاب "الزهر الباسم فی حرمة الزكوٰة علىٰ بنی هاشم" تصنیف فرمائی ہے۔ اس کتاب میں آپ نے علم حدیث کے دریا بہا کر اپنی عبقریت کا طرۂ امتیاز قائم کر دیا ہے۔ ایک حدیث کو بیان کر کے صرف ایک دو یا پانچ دس کتابوں کے حوالے نہیں بلکہ پچاسوں حوالے درج کرنا امام احمد رضا کے لئے کوئی دشوار مرحلہ نہیں تھا۔ جس کی نظیر فتاویٰ رضویہ شریف، جلد چہارم، صفحہ نمبر ۴۸۶ پر مرقوم وہ حدیث ہے، جس میں بنی ہاشم اور سادات کرام پر زکوٰۃ کی حرمت کا بیان ہے۔ اس حدیث کی صحت میں امام احمد رضا محقق بریلوی نے پچیس (۲۵) روایان حدیث کے اسمائے گرامی اور ان کی روایت کردہ یہ حدیث کون کون سی کتب میں درج ہے، وہ بھی ذکر فرمادیا۔

علاوہ ازیں حدیث دانی میں اپنے کو اعلم، اکمل و اتم سمجھنے والے باطل گروہ فرقۂ غیر مقلدین کے رد میں امام احمد رضا محقق بریلوی نے جب قلم اٹھایا تو جو کتب ارقام

فرمائیں، ان کی کل تعداد تین (۳۰) سے بھی زائد ہیں۔

امام احمد رضا محقق بریلوی نے ائمہ متقدمین کی ۲۷ر سے زیادہ کتبِ احادیث، اصولِ حدیث، اور کتبِ اسماء الرجال پر حواشی ارقام فرما کر علمِ حدیث کی نمایاں خدمات انجام دینے میں ایسا اہم کردار ادا فرمایا ہے کہ رہتی دنیا تک آپ کا نام خادمِ احادیث نبویہ کی حیثیت سے طلائی حروف سے منقش رہے گا۔

امام احمد رضا محقق بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے جو مذکورہ حواشی ارقام فرمائی ہیں ان میں ایک خوبی یہ بھی ہے کہ مذکورہ حواشی عام مصنفین کے حواشی کی طرح صرف اصل کتاب کے متن وشرح سے ماخوذ نہیں بلکہ خود ان کے افادات وافاضات ہونے کی وجہ سے ایک مستقل تصنیف کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آپ نے احادیث کے تمام گوشوں پر گہری نظر رکھ کر حواشی ارقام فرمائی ہیں۔ یہ سب آپ کی وسعتِ بصیرت وعمیق مطالعہ کا نتیجہ ہے۔

امام احمد رضا محقق بریلوی کی ایک اہم خوبی یہ بھی تھی کہ جب بھی آپ کوئی حدیث اپنے فتویٰ میں بطور دلیل تحریر فرماتے تو اس حدیث کے ضمن میں ائمہ دین، علماء مجتہدین اور اکابر مستنبطین کا موقف کیا ہے؟ وہ بھی ان کی کتابوں کی عبارتیں نقل اور پیش کر کے بیان کر دیتے تھے۔

حدیث میں امام احمد رضا محقق بریلوی اپنے عہدے کے یکتائے زمانہ تھے، اسی وجہ سے مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے جلیل القدر علماء ومحدثین نے امام احمد رضا کے سامنے زانوئے ادب تہ کئے اور ان سے حدیث کی سندیں لیں، جس کا تفصیلی بیان: "الاجازۃ المتینۃ لعلماء بکۃ والمدینۃ" (۱۳۲۴ھ) اور "الاجازۃ الرضویہ المبجل مکۃ البھیۃ (۱۳۲۳ھ)" میں موجود ہے۔ جو طول تحریر کے خوف سے یہاں بیان کرنے سے قاصر ہیں۔

امام احمد رضا محقق بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان اپنے وقت کے مجدد اعظم تھے انہوں نے ملت اسلامیہ کے علم کا ایک عظیم ذخیرہ سرمایہ دین کی حیثیت سے چھوڑا ہے۔ امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی تصانیف کی تعداد تقریباً چودہ سو (۱۴۰۰) کے قریب ہے اور ۱۲ر ضخیم مجلدات پر مشتمل "العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ" علم کے بحر ناپید کنار کی حیثیت سے اس ذخیرۂ علم کی شان و شوکت میں مزید اضافہ کر رہی ہیں۔ امام احمد رضا محقق بریلوی علیہ الرحمہ جب کبھی بھی کسی مسئلہ پر قلم اٹھاتے تو اس مسئلہ کے جواز یا عدم جواز کے ثبوت میں پہلے آیات قرآنیہ پیش فرماتے بعدۂ احادیث کریمہ، قول وفعل صحابۂ کرام، بعدۂ ائمہ وعلماء معتمدین ومتقدمین کی کتب معتبرہ، مستندہ و معتمدہ کے حوالے مع اصل عربی متن وعبارت پیش کرتے اور ایک ایک مسئلہ کے ثبوت میں سیکڑوں حوالے درج فرماتے۔ مثال کے طور پر غائب کی نماز جنازہ پڑھنا اور

نماز جنازہ کی تکرار کرنا اس مسئلہ کے جواب میں آپ نے ''النھی الحاجز عن تکرار صلوٰۃ الجنائز ''(۱۳۱۵ھ) اور الھادی الحاجب عن جنازۃ الغائب''(۱۳۲۶ھ) کل دو کتابیں الگ الگ تصنیف فرمائی ہیں ان دونوں کتابوں میں سے آخر الذکر کتاب ''الھادی الحاجب ''میں آپ نے ۳۲ رکتب فقہ کی دوسو انتیس (۲۲۹) معتبر کتابوں کے حوالے نقل فرمائے اور ان حوالوں کی احادیث کی روشنی میں تطبیق فرما کر مسئلہ ایسا صاف وواضح کر دیا کہ کسی کو بھی شک وشبہ کی گنجائش نہ رہی اور نہ مخالفین کو اس کتاب کا جواب لکھنے کی ہمت پڑی اور ان شاء اللہ تعالیٰ مخالفین قیامت تک اس کا جواب لکھنے سے عاجز وقاصر رہیں گے۔

امام احمد رضا محقق بریلوی کے فتاویٰ اور رسائل کی ایک انفرادی خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ کسی مسئلہ کے ضمن میں مناسب وموزوں حدیث کو بطور دلیل وبرہان ضرور ذکر فرماتے، چاہے پھر اس حدیث کو اصل عربی متن کے ساتھ ذکر فرمائیں یا پھر اس حدیث کا مطلب ومفہوم اردو زبان میں ''رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں'' لکھ کر بیان کر دیں، ایسی ہزاروں حدیثیں رسائل امام احمد رضا محقق بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان میں بحرعلم کے درِ بے بہا کی طرح پھیلی ہوئی ہیں۔ ایسی احادیث کے راوی، نام کتب وغیرہ کا ذکر نہیں، آپ نے عنوان کے مناسبت سے ضمناً اور اختصاراً بیان فرمادی ہیں، ایسی ہزاروں حدیث کو ایک جگہ جمع کرنا، ان حدیثوں کے راویوں کے نام اسناد تلاش کرنا اور یہ حدیث کی کونسی کتاب میں کس جلد میں اور کس صفحہ نمبر پر درج ہیں وہ تلاش کرنا اور یہ حدیث امام احمد رضا محقق بریلوی کی کس کتاب میں اور کس صفحہ نمبر پر ہے وہ بیان کرنا اور اس حدیث کے ضمن میں امام احمد رضا کیا فرماتے ہیں؟ یہ سب وجود تحریر میں لانا نہایت ہی مشکل ودشوار مرحلہ بلکہ محال ہے۔ لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ جزائے خیر دے حضرت علامہ ومولانا محمد حنیف خان نوری، شیخ الحدیث جامعہ نوریہ رضویہ، بریلی شریف کو کہ انہوں نے مسلسل آٹھ سال تک شب وروز کی مشقت شاقہ برداشت فرما کر ایسی تین ہزار چھ سو تریسٹھ (۳۶۶۳) احادیث جو تصانیف رضا میں مفرق ومنتشر تھیں انہیں ایک جامع کر کے، اس کے متن وحوالا جات کا اندراج کرنے کے ساتھ ایک عظیم کارنامہ یہ انجام دیا ہے کہ ہر حدیث کو اس کے مناسب باب کے تحت ذکر کر کے کتاب کو سہولتِ تلاشِ عنوان کا حسین مرقع بنا دیا۔

☆☆☆

فتاویٰ رضویہ اور جہان علم دانش

محمد کمال الدین مصباحی
﴿مخدوم اشرف مشن، مالدہ (بنگال)﴾

کسی بھی شئی کی حقیقتِ حال اور اس کی اہمیت و افادیت کی جانکاری کے لئے اس کے بارے میں اصحاب علم وفضل اور ارباب علم و دانش کے تأثرات ونظریات اور خیالات کو کلیدی حیثیت حاصل ہوتی ہے، بلا شبہ اس قاعدۂ کلہ کی روشنی میں جب ہم مجددِ اعظم، فقیہِ اسلام، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کی مایہ ناز تصنیف ''العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ'' پر نظر کرتے ہیں تو ہندو سندھ اور عرب وعجم کے بڑے بڑے ماہرین علم وفن اور ارباب شعرو سخن اس کی تعریف وتوصیف میں رطب اللسان نظر آتے ہیں، اپنے تو اپنے غیر بھی اس کے فضل وکمال کے قائل ہیں، الفضل ماشهدت به الاعداء (فضیلت وہ ہے جس کی گواہی مخالفین بھی دے)

ذیل میں ہم ہندو پاک اور دیگر ممالک کے ان علماء، فضلاء شعرا اور دانشور حضرات کے تأثرات، ہدیۂ قارئین کرتے ہیں جنہوں نے فتاویٰ رضویہ کو ''انسائیکلو پیڈیا آف اسلام'' اور ایک عظیم فقہی شاہکار قرار دیا ہے، یقیناً ان تأثرات کو پڑھنے کے بعد جہاں دیگر کتب فتاویٰ میں فتاویٰ رضویہ کے مقام ومرتبہ کا تعین ہوگا وہیں میدان تحقیق میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا علمی تبحر، وسعت نظر اور فقہی مقام کا بھی اندازہ ہوگا۔

علامہ سید اسماعیل خلیل مکی ﴿مکہ معظمہ﴾

ہمارے آقا نے فتاویٰ پر مشتمل ہمیں نمونے کے طور پر چند اوراق عنایت فرمائے، ہمیں اللہ عزشانہ سے امید ہے کہ وہ ان کی تکمیل کے لئے آپ کے اوقات میں آسانی اور جلدی کے مواقع عطا فرمائے گا چوں کہ وہ خالص علمیت پر مبنی ہیں ان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ آپ کو آخرت میں سرخروئی عطا فرمائے گا اور میں قسم کھا کر کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں کہ ان فتوؤں کو اگر ابو حنیفہ نعمان (رضی اللہ عنہ) دیکھتے تو یقیناً ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچتی اور اس کے مؤلف کو اپنے تلامذہ میں شامل فرماتے۔

علامہ عبدالرؤف علیہ الرحمہ

﴿سابق شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ (یو۔پی)﴾

''فتاویٰ رضویہ بارہ جلدوں میں ہے جس کی ہر جلد تقریباً ہزار صفحات پر مشتمل ہے جن میں فقہ کے ہزار ہا مسائل ایسی تحقیق سے بیان ہوئے ہیں جو اپنی مثال ہیں، آپ کے بیشتر فتاویٰ کثیر التعداد آیت قرآنی احادیث کریمہ اور روایت اصول وفروع کی بوجھل شہادتوں سے گراں بار ہوتے ہیں۔ (مقدمہ فتاویٰ رضویہ جلد سوم، مطبوعہ رضا اکیڈمی)

بحرالعلوم مفتی عبدالمنان

﴿شیخ الحدیث دارالعلوم اہلسنت شمس العلوم، گھوسی، ضلع مئو، انڈیا﴾

یہ پوری کتاب آب زر سے لکھنے کے لائق ہے، پڑھتے جایئے اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وسعت علم، کثرت مطالعہ، قوت حافظہ اور تیز فہمی پر سر دھنتے جایئے۔

(مقدمہ فتاویٰ رضویہ جلد ششم مطبوعہ رضا اکیڈمی)

مولانا عبدالمبین نعمانی

﴿ناظم اعلیٰ دارالعلوم قادریہ، چریا کوٹ، ضلع مئو، یوپی﴾

فتاویٰ رضویہ کی ضخیم مجلدات اور علم وفضل رموز و نکات اور حل مشکلات پر مشتمل مضامین شاہد عادل ہیں، اور نہ آج تک ہندوستان میں کوئی ایسا مفتی گزرا جس کے فتاویٰ کی جلدیں فتاویٰ رضویہ سے زیادہ تو کیا اس کے مساوی بھی ہوں۔

(مقدمہ فتاویٰ رضویہ، جلد دہم، مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی)

علامہ شمس الحسن شمس

﴿بریلی شریف﴾

میں بڑے وثوق سے یہ بات عرض کر رہا ہوں کہ اگر فتاویٰ رضویہ سے صرف سوالات کو حذف کر دیا جائے تو اس کی ہر جلد اس فقہی موضوع (کتاب) پر ایک گرانقدر تصنیف ہوگی، جس میں آپ کو اس فقہی موضوع سے متعلق تمام جزئی مسائل بھی پوری صراحت اور دلالت کے ساتھ ملیں گے، فتاویٰ رضویہ کے کسی بھی جلد کا مطالعہ کیجئے ہر مسئلہ کے ابواب میں ایسے نکات پیش فرمائے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ فہم وذکاوت کا ایک بحر ذخار ہے جو پر شکوہ اور پرسکون ہونے کے ساتھ ساتھ ایسی گہرائی اور گیرائی رکھتا ہے جس کا اندازہ کرنا ناممکن ہے۔

(مقدمہ فتاویٰ رضویہ مترجم، جلد یازدہم، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

علامہ یٰسین اختر مصباحی

﴿چیف ایڈیٹر، ماہنامہ کنزالایمان، دہلی﴾

''آغاز کلام ہی میں براعت واستہلال کے نمونہ سے آنکھیں روشن اور پرنور کرلیں جس سے انہوں نے فتاویٰ رضویہ جلد اول کو مزین فرمایا ہے، یہ لازوال تحفہ کم سے کم فقہی دنیا میں اپنی نظیر آپ ہے جو حضرت فاضل بریلوی کے وفور علم، وسعت مطالعہ، قدرت زبان اور حسن و بیان پر دال ہے۔ (امام احمد رضا کی فقہی بصیرت، ص۱۹)

شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال

میں نے ان کے فتاویٰ کے مطالعہ سے یہ رائے

قائم کی ہے کہ ہندوستان کے دور آخر میں ان جیسا طباع و ذہین فقیہ پیدا نہیں ہوا، ان کے فتاویٰ ان کی ذہانت، فطانت، جودت طبع، کمالات فقاہت اور علوم دینیہ میں تبحر علمی کے شاہد عدل ہیں۔ (مقالات یوم رضا، لاہور، ص۹، ۱۹۷۱ء)

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

﴿سرپرست ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل﴾

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے فتوؤں کی جہاں اور خصوصیات ہیں وہاں ایک یہ بھی ہے کہ جس زبان میں مستفتی نے سوال کیا اسی زبان میں اس کو جواب دیا گیا حتیٰ کہ منظوم استفتاء کے جوابات منظوم ہی دیئے گئے، اسی طرح فتاویٰ رضویہ میں عربی، فارسی اور اردو کے منثور و منظوم فتوے موجود ہیں۔ (حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی، ص۱۲۴)

علامہ عبدالحکیم شرف قادری

﴿جامعہ نظامیہ لاہور، پاکستان﴾

امام احمد رضا بریلوی کی تمام تصنیفات خصوصاً فتاویٰ رضویہ کے مطالعہ سے بڑے بڑے اصحاب علم و فضل انگشت بدنداں رہ جاتے ہیں۔ پہلے قرآن پاک سے استدلال کرتے ہیں پھر احادیث مبارکہ اور اس کے بعد ائمہ دین کے ارشادات سے اپنے موقف کا ثبوت پیش کرتے ہیں، عقلی اور نقلی دلائل کی فراوانی دیکھ کر قاری کو علی وجہ البصیرۃ اطمینان حاصل ہو جاتا ہے (امام احمد رضا کی فقہی بصیرت، ص۴۰)

سید ریاست علی قادری مرحوم و مغفور

﴿بانی: ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل﴾

فتاویٰ رضویہ کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ ایک ایسے فقیہ تھے جو قوتِ اجتہاد، بصیرتِ فکر، ذہانت، تعقل اور علمی استحقاء میں دور دور تک اپنا جواب نہیں رکھتے، وہ علم و فن بھی جانتے تھے۔ (معارف رضا، ص۱۲۱، ۱۹۸۵ء)

سید انور علی صاحب

﴿ایڈوکیٹ سپریم کورٹ، پاکستان﴾

اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ کا مجموعہ جو بارہ جلدوں پر مشتمل ہے، بے شمار علمی تحقیقات کا خزانہ ہے، اس میں ان گنت ایسے فتاوے نظر آتے ہیں جن میں آپ نے مسئلہ کو نہ صرف دلائل و حقائق سے مبرہن کیا بلکہ اقوال ائمہ سے بھی مزین کیا۔ (سالنامہ معارف رضا، ص۴۷، شمارہ ۱۹۸۵ء)

ڈاکٹر ظہور احمد اظہر

﴿پنجاب یونیورسٹی، لاہور پاکستان﴾

برصغیر میں فقہ حنفی کے فروغ و اشاعت میں فتاویٰ رضویہ نے بلاشبہ ایک منفرد کردار ادا کیا ہے جو تاریخ کے صفحات پر ثبت ہو چکا ہے اور اہل علم اس کتاب سے رہتی دنیا تک مستفید ہوتے رہیں گے۔

(سالنامہ معارف رضا، ص۸۷، شمارہ ۱۹۹۹ء)

مولانا قاضی عبدالدائم

﴿ایڈیٹر ماہنامہ جام عرفان، لاہور﴾

مسجع الفاظ کی ایسی کڑیاں اور مقفیٰ جملوں کی ایسی مالائیں آپ کی منثور و منظوم کلام میں اتنی کثرت سے پائی جاتی ہیں کہ ان کا احاطہ از بس دشوار ہے، تاہم ان میں سب سے زیادہ حیرت انگیز فتاویٰ رضویہ کا عربی خطبہ ہے و بلاشبہ فصاحت و بلاغت کا ایک اچھوتا شاہکار ہے ، دلکش اشارات ، روشن تلمیحات خوبصورت استعارات اور خوشنما تشبیہات پر مشتمل ہے۔ (ماہنامہ جام عرفان لاہور)

پروفیسر ڈاکٹر محمد طفیل

﴿بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد، پاکستان﴾

فتاویٰ رضویہ کے مطالعہ کرنے سے یہ حقیقت بھی سامنے آتی ہے کہ فاضل مفتی نے اپنے فتوؤں میں حدیث کا استعمال بکثرت کیا ہے اور ایسا کر کے انہوں نے فقہ حنفی کے بارے میں اس اعتراض کو زائل کرنے کی کوشش کی ہے کہ اس میں حدیث نبوی سے کم استفادہ کیا جاتا ہے''۔

(سالنامہ معارف رضا، کراچی ص ۳۹، ۱۹۹۳ء)

حکیم محمد سعید مرحوم

﴿چیئرمین ہمدرد ٹرسٹ، پاکستان﴾

میرے نزدیک ان کے فتاویٰ کی اہمیت اس لئے نہیں ہے کہ وہ کثیر در کثیر فقہی جزئیات کے مجموعے ہیں بلکہ ان کا خاص امتیاز یہ ہے کہ ان میں تحقیق کا وہ اسلوب و معیار نظر آتا ہے جس کی جھلکیاں ہمیں صرف قدیم فقہاء میں نظر آتی ہیں۔ میرا مطلب یہ ہے کہ قرآنی نصوص اور سنن نبویہ کی تشریح و تعبیر اور ان سے احکام کے استنباط کے لئے قدیم فقہاء جملہ علوم و وسائل سے کام لیتے تھے اور یہ خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ احکام کی گہرائیوں تک پہنچنے کے لئے سائنس اور طب کے تمام وسائل سے کام لیتے ہیں اور اس حقیقت سے اچھی طرح باخبر ہیں کہ کس لفظ کی معنویت کی تحقیق کے لئے کن علمی مصادر کی طرف رجوع کرنا چاہیے ،اس لئے ان کے فتاوے میں بہت سے علوم کے نکات ملتے ہیں مگر طب اور اس کے علم کے دیگر شعبے مثلاً کیمیا اور علم الاحجار کو تقدم حاصل ہے اور جس وسعت کے ساتھ اس علم کے ان کے ہاں ملتے ہیں اس سے ان کی دقت نظری اور طبی بصیرت کا اندازہ ہوتا ہے وہ اپنے فتوؤں میں صرف ایک مفتی ہی نہیں بلکہ محقق اور طبیب بھی معلوم ہوتے ہیں۔

(معارف رضا، کراچی ص ۹، ۱۰۰، شمارہ ۹، ۱۹۸۹ء)

شیخ عبدالفتاح ابوغدہ ﴿کراچی، پاکستان﴾

میرے ایک دوست کہیں سفر پر جارہے تھے ان کے پاس فتاویٰ رضویہ کی ایک جلد موجود تھی میں نے جلدی جلدی ایک عربی فتویٰ کا مطالعہ کیا، عبارت کی روانی، کتاب وسنت و اقوال سلف سے دلائل کا انبار دیکھ کر میں حیران و ششدر رہ گیا اور ہی فتویٰ کے مطالعہ کے بعد میں نے یہ رائے قائم کرلی کہ یہ شخص کوئی بڑا عالم اور اپنے وقت کا زبردست فقیہ ہے۔ (امام احمد رضا ارباب علم و دانش کی نظر میں، ص ۱۹۴)

☆☆☆

Adarts-HRA-5/2001

امام احمد رضا اور میڈیکل سائنس

ڈاکٹر محمد مالک، (ایم۔بی۔ایس، پنجاب)
(ڈائریکٹر رضا اسلامک سینٹر، ڈیرہ غازی خان، پنجاب پاکستان)

قرآن حکیم علوم و معارف اور خزائن وعرفان کا منبع و سرچشمہ ہے یہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جس میں کائنات کے تمام علوم پنہاں و پوشیدہ ہیں۔ قرآنی فہم و ادراک رکھنے والا ایسے علوم کی نشاندہی کرسکتا ہے اور جو بارہ رب العزت سے خصوصی انعام یافتہ ہو، وہ بدرجۂ اتم قرآنی علوم و معارف کے ایسے ایسے انکشافات کرتا ہے جو ہرکس و ناکس کی دانش و بینش سے ماوراء ہیں۔ ایسی ہی ایک باولایت ہستی، مفکر اسلام، علامہ امام احمد رضا خان قادری بریلوی قدس سرہ کی ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے خصوصی انعامات اور علوم و معارف سے نوازا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آج علومِ دینیہ اور علومِ جدیدہ سے منسلک بڑے بڑے علماء و دانشور اور ملکی و غیر ملکی یونیورسٹیز کے ریسرچ اسکالرز امام احمد رضا کے علمی دانش کدہ میں گم ہیں اور علامہ امام بریلوی کی ہمہ جہت شخصیت و عالمگیر اسلامی خدمات پر بڑی بڑی ڈگریاں (M.Phil اور Ph.D.) حاصل کرنے پر فخر محسوس کرتے ہیں اور بین الاقوامی کانفرنسوں اور سیمیناروں میں مفکرِ اسلام کی کتابوں کے حوالے پیش کرتے ہیں۔

مفکر اسلام پر عطائے الٰہی کی ایسی نوازشات کا اگر چہ ہم احاطہ تو نہیں کرسکتے تاہم علوم دینیہ کے ساتھ ساتھ جدید سائنسی علوم پر ان کی نادر نگارشات، انعامات الٰہیہ کا پتہ ضرور دیتی ہیں اور جدید علوم پر ان کی کامل دسترس اور حیرت انگیز تحقیق کو آشکار کرتی ہیں۔ مفکرِ اسلام کا علوم قدیم و جدید پر کامل عبور جہاں ان کے اعلیٰ ذھن اور ارفع شخصیت کا گواہ ہے وہاں اسلام کی حقانیت کی اثبات

کیلئے قابل فخر سرمایہ بھی ہے۔

مفکرِ اسلام علامہ امام بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے میڈیکل سائنس کے مشکل اور مخصوص شعبہ پر کلام کیا ہے اور بڑی وضاحت کے ساتھ اسلامی سرحدوں کے محافظ کی حیثیت سے یہاں تک ثابت کیا ہے کہ سائنس کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جس کا قرآن وحدیث میں مفصل یا اشارتاً کوئی ذکر موجود نہ ہو نیز مفکرِ اسلام نے مریض کی عیادت دیکھ بھال کے اس عالمی پیغام محبت کو اپنی قابل قدر تصانیف میں بڑی شدومد سے واضح کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ مریض سے محبت اور حسنِ سلوک اسوۂ حسنہ کی ایسی بینظیر مثالیں ہیں جسے کوئی دوسرا مذہب پیش نہیں کرسکتا۔

الصمصام علی مشکک فی آیۃ علومِ الارحام۔ سنہ ۱۳۱۵ھ

قرآن، میڈیکل امبریالوجی اور امام احمد رضا

(A Review of Quran Medical Embryology and Imam Ahmed Raza)

میڈکل سائنس کے موضوع پر مفکرِ اسلام امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ عظیم اسلامی خدمت (Islamic Contribution) اپنی مثال آپ ہے ایک طرف یہ رسالہ پادری کے سوال کا رد بلیغ ہے تو دوسری جانب اسلام کی دائمی حقانیت کو ثابت کرتے ہوئے سائنسی بنیادوں پر عالم اسلام کیلئے راہنمائی فراہم کرتا ہے اور ساتھ ہی دورِ حاضر کے مسئلے کا لاجواب حل ہے۔

اس رسالے کا پس منظر ایک استفسار ہے تقریباً سو برس قبل آپ سے ایک فتویٰ پوچھا گیا کہ:

''ایک پادری کا کہنا ہے کہ قرآن میں ہے کہ پیٹ کا حال کوئی نہیں جانتا کہ بچہ ذکور (لڑکا) ہے یا اناث (لڑکی) ہے حالانکہ ہم نے ایک آلہ نکالا ہے جس سے سب حال معلوم ہو جاتا ہے اور پتہ ملتا ہے''

اس کے جواب میں مجدد اعظم، فقیہ عالم، مفکر اسلام علامہ امام بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مسلم امہ کی نمائندگی کرتے ہوئے ہوئے نہایت مدلل انداز میں ایک علمی، تحقیقی رسالہ بنام ''الصمصام علی مشکک فی آیۃ علوم الارحام'' تحریر فرمایا:

☆ مفکر اسلام نے اس رسالہ میں ابتداءً نفس مضمون سے متعلق سات قرآنی آیات مبارکہ پیش کی ہیں

☆ مفکر اسلام نے اس رسالہ میں اللہ تعالیٰ کی عظمت وبرتری (Supermacy) کو بڑے شدومد کے ساتھ بیان کیا ہے۔

☆ مفکر اسلام نے اس رسالہ میں جدید سائنسی ریسرچ کو محدود نہیں کیا بلکہ تحقیق کی راہ کو آنیوالی نسلوں کے لئے برقرار و بحال رکھا ہے مگر اسلامی سرحدوں کو مکمل حفاظت و پاسداری کی ہے۔

☆ مفکر اسلام کا یہ رسالہ گرچہ خالص اسلامی نوعیت کا ہے مگر اس رسالہ میں جدید سائنسی علوم کا استعمال اجمالاً یا تفصیلاً ملتا ہے مثلاً:

i - Genetics

ii - Modern Embryology

iii - Physics

iV - Topology (Math) ٹوپالوجی

V - Geometry اقلیدس

Vi - Astronomy علم ہیئت وفلکیات

Vii - Astrology علم نجوم

Viii - Zoology (Biology) علم حیوانیات

iX - Philosophy and Logic فلسفہ اور منطق

X - Gramer (صرف،نحو) گرامر

☆ مفکر اسلام نے اس رسالہ میں ایک جگہ لکھا ہے کہ قرآن پاک نے کسی جگہ فرمایا ہے کہ کوئی بھی کسی مادہ کے حمل کو کسی تدبیر سے اتنا نہیں معلوم کرسکتا کہ نر (Male) ہے یا مادہ (Female) اگر کہیں ایسا فرمایا تو نشان دو اس لئے پادری کو یا تو بے فہمی محض ہوئی ہے یا حسب عادت دیدہ دانستہ کلام الٰہی پر افترا و تہمت ہے۔

☆ مفکر اسلام نے مذکورہ رسالہ میں ایک جگہ لکھا ہے کہ اگر جدید تجربات کے بعد کوئی آلہ بتادیتا ہے کہ ماں کے پیٹ میں لڑکی ہے یا لڑکا تو یہ کوئی انوکھی بات نہیں! پہلے بھی مجربین اس قسم کی قیاسات پیش کرتے رہے ہیں ایسا علم بھی عطائے الٰہی سے ہے جو اس آلے سے حاصل ہوجاتا ہے

☆ مفکر اسلام کا یہ رسالہ صحیح اسلامی نظریات وحقائق کی روشنی میں آنے والی نسل کے لئے راہنمائی کرتا ہے اور بالعموم عوام الناس اور بالخصوص جدید تعلیم سے تعلق رکھنے والے اشخاص کے مضطرب اذھان کو دور حاضر کے پیچیدہ اور نازک مسئلے کا جامع اور اطمینان بخش جواب مہیا کرتا ہے۔ ایسی علمی اور نادر تحقیق بلا شبہ امام موصوف کے رہبر عالم اسلام وانسانیت ہونے کا بین ثبوت ہے۔

امام احمد رضا اور جدید ایمبریالوجی:

(IMAM AHMAD RAZA AND MODERN EMBRYOLOGY)

چودھویں صدی میں مفکر اسلام علامہ امام احمد رضا نے رہبر عالم اسلام کی حیثیت سے مسلم امہ کی نمائندگی و رہنمائی کا پوراحق ادا کیا ہے اور قرآنی استدلال پیش کرکے خالص میڈیکل کے مضمون Embryology پر بحث کی ہے۔ آپ نے میڈیکل Embryology کے بارے میں

بعض ایسے انکشافات کئے ہیں کی میڈیکل سائنس کے ماہرین داد دیئے بغیر نہ رہ سکیں گے۔

مفکرِ اسلام چونکہ عطائے الٰہی سے قرآنی علوم و معارف سے آگاہ ہیں اس لئے قرآن ہی سے میڈیکل ایمبریالوجی کے موضع پر نفیس بحث فرماتے ہیں، قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ترجمہ:

"تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹ میں بناتا ہے ایک طرح کے بعد اور طرح تین اندھیروں میں یہ ہے اللہ تمہارا رب اسی کی بادشاہی ہے اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں، پھر کہاں پھرے جاتے ہو"

(کنزالایمان الزمر ۳۹:۶)

کنزالایمان کے تفسیری حاشیہ خزائن العرفان پر مذکورہ تین اندھیریاں یوں درج ہیں:

۱- ایک اندھیری پیٹ کی

۲- دوسری رحم کی

۳- تیسری بچہ دان کی

جدید تحقیق کے مطابق یہ تین اندھیرے (3 viels of darkness) یہ ہیں:

a) Amniotic Memrane

b) Uterine Wall

c) Abdomnial Wall (Anterior)

مفکرِ اسلام اپنی تصنیف الصمصام میں ایک جگہ لکھتے ہیں کہ جنین پر تین اور پردے ہوتے ہیں۔

لفظ جنین کے لغوی معنی یہ ہیں:

...... پیٹ کا بچہ، وہ بچہ جو رحم مادر میں ہو،

...... ادھورا بچہ، مضغہ (لوتھڑا)

میڈیکل کی اصطلاح میں جنین سے مراد Embryo ہوسکتا ہے یا پھر Fetus،

Embryonic Period ، 3 ہفتے تا 8 ہفتے کی نشوونما کا عرصہ

Feetal period، 3 مہینے تا پیدائش تک کی نشوونما کا عرصہ

اگر جنین سے مراد Embryo لیا جائے تو یہ پردے کچھ یوں ہیں:

Ectodermal Germinal Layer

Embryonic Period Mesodermal

Germinal Layer

Endodermal Germinal Layer

اگر جنین سے مراد Fetus لیا جائے تو یہ پردے یوں ہیں

Amniotic Fluid

Fetal Layers Aminotic Membrance

Chorion

ان پردوں کی وضاحت و تفصیل سے مراد مفکرِ اسلام کی یہ ہے کہ بچہ ماں کے پیٹ میں کتنے پردوں اور تہوں میں محفوظ ہوتا ہے اور بظاہر ایسی صورت نہیں کہ لڑکی یا

لڑکا کے فرق کو معلوم کیا جاسکے یا اس کا جسم مکمل طور پر بذریعہ آلہ (Ultrasound Machine) نظر آجائے اس وضاحت کے بعد مفکر اسلام سابقہ تجربات کے حوالے سے بتاتے ہیں کہ پہلے بھی تجربہ کار لوگ مختلف قیاسات وعلامات سے فرق معلوم کرلیا کرتے تھے لہٰذا جدید تجربات کے بعد اگر کوئی آلہ (Ultrsound Machine) وغیرہ ایجاد ہوا ہے جو لڑکی/لڑکے کے فرق کا پتہ دیتا ہے تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہے اس قسم کے آلہ کا وجود ممکن ہوسکتا ہے لیکن یہ آلہ صرف بعض ظاہری علامات کے فرق کو ظاہر کرتا ہوگا۔

امام احمد اور جینیٹکس:

(IMAM AHMAD RAZA AND GENETICS)

مفکرِ اسلام کو اللہ تعالیٰ نے خصوصی عنایات سے نوازا تھا اور علوم ومعارف کا بے بہا خزانہ عطا فرمایا تھا عشقِ رسالت کے فیضان یافتہ اس بطلِ جلیل نے خداداد صلاحیت سے مختلف مواقع پر ان علوم کا استعمال فرمایا اور دورِ حاضر کے ہر مسئلہ پر قلم اٹھایا اور محققین و ماہرین کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا یہی وجہ ہے کہ آج بڑے بڑے اسکالرز امام احمد رضا کے علمی دانش کدہ کو قابل فخر سمجھتے ہیں اور ان کے علم کو علمِ لدنی قرار دیتے ہیں۔

مفکرِ اسلام کی Genetics پر علمی تحریر کو جدید ریسرچ کی روشنی میں پرکھا جائے تو یہ بحث آج کل Genetic Control of Protein Synthesis Cell Function and Cell Reproduction.

کے زمرے میں آتی ہے بحوالہ

8th edition chapter No.3 page No. 25

gytons physiology

امام احمد رضا اور جدید سائنس:

(الٹراساؤنڈ مشین کی ساخت فزکس کے اصول کے تحت)

مفکر اسلام علامہ امام احمد رضا نے جدید سائنسی تحقیقات کو بحال رکھتے ہوئے آلہ (Ultra Sound Machine) کو عقل انسانی کا کرشمہ بتایا اور اللہ تعالیٰ کی عطا کو بنیاد قرار دیا ہے بلکہ سو برس قبل اس عبقریٔ زمانہ نے آلے کی ساخت کو فزکس کے جدید اصولوں کے تحت قلمبند فرمایا۔اس سے مفکرِ اسلام کے ذہن کی سائنسی پہنچ (Scientific Approach)، فزکس پر کامل مہارت اور جدید انجینئرنگ اور ٹیکنالوجی کے حوالے سے علمی تبحر کا پتہ چلتا ہے۔مفکرِ اسلام نے ایک صدی قبل خداداد صلاحیت سے الٹراساؤنڈ مشین کی ساخت کو فزکس کے قوانینِ انعکاسِ نور (Law of Reflection) اور انعطافِ نور (Law of Refraction of Light) کی بنیاد (Base) پر بیان کیا ہے۔مفکرِ اسلام علامہ امام احمد رضا کی یہ ایجاد آنے والی نسل کے لئے نہ صرف دعوت فکر ہے بلکہ قابل فخر بھی ہے۔

امام احمد رضا کی جزام پر تحقیق:

(الحق المجتلیٰ فی حکم المبتلیٰ)

جذام ایک قدیم جلدی (Skin) اور اعصابی تاروں (Peripheral Nerves) کی بیماری ہے اس میں مبتلا مریض کو انتہائی حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ مفکرِ اسلام علامہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے اس بیماری پر اسلامی نظریات پر مبنی جو تحقیق پیش کی ہے اس سے مریض سے نفرت کے بجائے علاج و معالجہ اور دیکھ بھال کا شعور پیدا ہوا ہے اور اسی نظریے کی تائید اب جدید میڈیکل ریسرچ نے کی ہے۔

سابقہ تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ جزام ایک متعدی مرض ہے۔ رضوی تحقیق نے اسلامی نظریات کو واضح کرتے ہوئے جزام کو غیر متعدی قرار دیا ہے آج جبکہ جدید سائنس اور ٹیکنالوجی کا دور ہے سالہا سال کی محنت شاقہ اور تحقیق و تجربات سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ اب جذام متعدی بیماری نہیں رہی بلکہ قابل علاج مرض ہے تناسب کے اعتبار سے جذام 70% غیر متعدی اور 30% متعدی بھی غیر متعدی ہو جاتی ہے اگر بروقت اور صحیح علاج ہو۔

قابل غور بات یہ ہے کہ چند عرصہ قبل کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج اور میو ہسپتال لاہور کے آڈیٹوریم میں لپروسی (جذام) سیمینار میں جب ایک انگریز پروفیسر نے انکشاف کیا کہ جدید تحقیق کے مطابق جذام اب متعدی بیماری نہیں رہی بلکہ 70% غیر متعدی اور 30% متعدی ہے تو راقم نے وہاں برملا مفکر اسلام کی جذام پر تحقیق کو واضح کیا جسے تمام ماہرین نے سراہا۔

اسی طرح حال ہی میں 27,26 نومبر 1995ء کو ڈیرہ غازی خان میں منعقدہ لپروسی سیمینار میں راقم نے جب ڈاکٹر اقبال احمد اور جرمن لیڈی ڈاکٹر کرس شموزر (Chris Schmotzer) کو مفکرِ اسلام کی جذام پر تصنیف ''الحق المجتلی فی حکم المبتلی'' پیش کیں تو دونوں ماہرین نے امام احمد رضا کے نظریۂ جزام (غیر متعدی) کو نہایت خوش دلی سے سراہا۔

اب یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوگئی ہے کہ میڈیکل سائنس جذام کے متعلق جو نظریہ آج رکھتی ہے یہی نظریہ مفکر اسلام علامہ امام احمد رضا سو برس قبل اسلامی نظریات کی روشنی میں اپنی تصنیف میں واضح کر چکے تھے۔ مسلم امہ کے لئے بالخصوص اور پوری انسانیت کے لئے بالعموم آپ کی یہ حیرت انگیز تحقیق قابل فخر رہے گی۔

امام احمد رضا کی طاعون پر تحقیق:

(تیسر الماعون لسکن فی الطاعون)

طاعون ایک قدیم، انتہائی خطرناک وبائی مرض ہے جس سے ماضی میں لاکھوں انسانی جانیں ضائع ہوئیں اور اس کا خوف اب تک مسلط ہے یہ بھی ایک قابل علاج مرض ہے۔

وباء کی روک تھام کا قانون آج بھی یہی ہے کہ طاعون زدہ افراد متاثرہ علاقہ سے نہ جائیں اور تندرست لوگ متاثرہ علاقے میں نہ جائیں۔ یہ بیماری چوہوں کے پسوؤں کے ذریعے انسان میں منتقل ہوتی ہے پھر وباء کی صورت میں انسانیت کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے اور موت واقع ہوجاتی ہے۔

مفکرِ اسلام نے میڈیکل سائنس کے اس موضوع پر 90 برس قبل ایک علمی کتاب ''تیسر الماعون لسکن فی الطاعون'' تصنیف فرمائی اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں طاعون سے متعلق اسلامی نظریات کو واضع کیا ساتھ ہی تکلیف اور بیماری کی حالت میں مریض سے حسن سلوک، بھائی چارہ، قربانی اور محبت و اخوت کے اسلامی پیغام و تعلیمات سے آگاہ کیا، حدیث پاک میں ہے:

ترجمہ: ''طاعون سے بھاگنا گناہ کبیرہ ہے اور طاعون سے بھاگنے والے کو میدان جنگ سے بھاگنا قرار دیا گیا ہے اور جو اس میں صبر کرتا ہے اس کے لئے شہید کا ثواب ہے''۔

ارشاد الساری شرح صحیح البخاری میں ہے:

ترجمہ: ''طاعون سے نہ بھاگو کیونکہ طاعون سے بھاگنا تقدیر الٰہی سے بھاگنا ہے تاکہ تمہارے مریض صحیح دیکھ بھال اور تمہارے مردے تجہیز و تکفین نہ ہونے کی بنا پر ضائع نہ ہوجائیں''

رضوی تحقیق اور جدید میڈیکل سائنس کے نظریات آپس میں مطابقت رکھتے ہیں لیکن مفکرِ اسلام نے اسلامی موقف کی وضاحت محبت و اخوت کے لافانی تعلیمات سے دی ہے اور اسلامی نظریات کی مکمل حفاظت و پاسداری کی ہے خدمت انسانیت کا یہ اعلیٰ نمونہ ہمیشہ قابل فخر رہا ہے اور رہے گا۔

☆☆☆

محققین رضویات کیلئے اہم اطلاع

الحمدللہ ۲۰۰۳ء سے ہم نے پہلی بار ''معارف رضا'' کا عربی اور انگریزی سالنامہ علیحدہ شائع کرنے کا سلسلہ شروع کیا ہے تاکہ ان زبانوں سے واقف قارئین کرام اور محققین حضرات ہی اس سے مناسب استفادہ کرسکیں۔ امید ہے کہ إن شاء اللہ تعالیٰ ''معارف رضا'' (عربی اور انگریزی) کی اشاعت سے دنیائے عرب اور امریکہ، افریقہ ویورپ کی جامعات میں امام احمد رضا کی شخصیت پر تحقیقی اور تصنیفی کام کرنے والوں کی نہ صرف مواد و ماٰخذ تک رسائی ممکن ہوسکے گی بلکہ ''رضویات'' پر مزید کام کرنے کی ترغیب بھی ملے گی۔ جو اسکالرز، اساتذہ اور طلباء حضرات عربی یا انگریزی میں رضویات پر کام کرنے کی خواہش رکھتے ہیں ان کے لئے یہ ایڈیشن پچاس فیصد رعایتی قیمت پر دستیاب ہے۔

﴿ادارہ﴾

اعلیٰ حضرت کے تعلیمی مقاصد

از: علامہ سید علیم الدین ازہری

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت امام اہل سنت حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا نام نامی اسم گرامی جونہی لبوں پر آتا ہے تو ایک ایسے عظیم عالم کا پیکر جمیل ذہن میں ابھرتا ہے جو سید عالم ﷺ کے عشق میں سرشار اور بارگاہ نبوت سے عطا کردہ علوم سے مزین ہو جو انبیاء کرام علیہ السلام کے ورثۂ العلمی کا وارث وامین اور مسند علم حقیقی ونورانی کی آبرو ہے یہ وہی امام احمد رضا ہیں جو اولیاء کی محفل میں ''قطب الارشاد'' کے لقب سے ملقب ہوئے جو علماء کی نشست میں ''اعلم العلماء'' کے خطاب سے نوازے گئے جن کا سینہ علوم قرآنی کا گنجینہ تھا جن کی روح نور احادیث کی جلوت گاہ تھی جن کا قلب جملہ علوم کا روحانی خزینہ تھا جن کے افکار میں اسرار ورموز کا ایک موجزن سمندر تھا جن کے سراقدس پر ستر سے زیادہ علوم وفنون کی مہارت تامہ کا سہرا تھا۔

قرآن مجید کا ترجمہ ''کنزالایمان'' عشق ومحبت کے انوار کا آئینہ دار ہے، ''حدائق بخشش'' آپ کی نعتیہ شاعری کا مجموعہ عشق مصطفےٰ ﷺ کی پاکیزہ یاد دلوں میں راسخ کرتا ہے، ''فتاویٰ رضویہ'' قرآن وحدیث کتب سیر اور اقوال ائمہ سے، دلائل واستنباط کا عظیم خزینہ نظر آتا ہے ہزارہا صفحات پر مشتمل کتابیں اور رسالے تصنیف فرما کر اپنے علمی فیض کو عام کیا۔

حقیقت یہ ہے کہ علوم غزالی رحمۃ اللہ علیہ دیکھنے ہیں تو اس منبع علم وحکمت کو دیکھیے عظمت سیوطی رحمۃ اللہ علیہ دیکھنی ہے تو آپ کی بے بہا تصانیف کو دیکھئے امام رازی کا استدلال دیکھنا ہے تو فتاویٰ رضویہ کا نظارہ کیجئے۔

اسرار شریعت ہوں یا رموز طریقت، مسائل دینی ہوں یا معاملات روحانی، سائنسی موشگافیاں ہوں یا علم حساب کی گتھیاں، افکار فلسفیانہ ہوں یا نجوم وتوقیت کے اتار چڑھاؤ سب ایک ہی شخصیت کے جلوے میں نظر آجائیں گے۔

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلّم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

آپ چاہتے تھے کہ مسلمانوں کے انحطاط وزوال سے نکالنے کے لئے صرف علمی وعملی انقلاب کی ضرورت ہے تب ہی اسلاف کرام جیسی سطوت واپس آسکتی ہے اور عظمت رفتہ کو آواز دی جاسکتی ہے آپ نے ایک ماہر تعلیم کی حیثیت سے تعلیمی مقاصد بیان فرمائے اور دنیا پر واضح کردیا کہ وہی دینی تعلیم عظمت وسطوت کا پیش خیمہ ثابت ہوگی جو ان تعلیمی مقاصد کے مطابق ہوگی۔

۱---تعلیم کا محور دین اسلام ہونا چاہیے۔

۲---بنیادی مقصد خدارسی اور رسول ﷺ شناسی ہونا چاہیے۔

۳---سائنس اور علوم عقلیہ کی تحصیل میں مضائقہ نہیں مگر ہیئت اشیاء سے زیادہ خالق اشیاء کی معرفت ضروری ہے۔

۴---ابتدائی سطح پر رسول اللہ ﷺ کا نقش دل پر بٹھادیا جائے اسی کے ساتھ ساتھ آل واصحاب اور اولیاء کرام کے نقوش بھی قائم کردیئے جائیں۔

۵---جو کچھ پڑھا جائے وہ حقائق پر مبنی ہو جھوٹی باتیں انسان کی فطرت پر برا اثر ڈالتی ہیں۔

۶---انہی علوم کی تعلیم دی جائے جو دین، تائید دین اور فلاح ملت میں کام آئیں غیر مفید اور غیر ضروری علوم کو نصاب سے خارج کردیا جائے۔

۷---اساتذہ کے دل میں اخلاص ومحبت اور قومی تعمیر کی لگن ہو۔

۸---طلبہ میں تعلیم اور متعلقات تعلیم کا احترام پیدا کیا جائے۔

۹---بری محبت سے طلبہ کو بچایا جائے، مفید کھیل اور سیرو تفریح اس حد تک ضروری ہے کہ طالب علم میں نشاط و انبساط پیدا ہو

۱۰---تعلیمی ادارے کا ماحول پرسکون اور پروقار ہو تاکہ طالب علم میں وحشت وانتشار فکر نہ ہو۔

یہ تعلیمی مقاصد اس امر کے غماز ہیں کہ ان کو پیش کرنے والا صرف علم کی گہرائیوں کا ہی شناور نہیں ہے بلکہ علوم کی حقیقت ماہیت اور، افادیت کے اسباب کا بھی پر رکھنے والا ہے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ کسی بھی مادر علمی کی تعلیمی مقاصد میں یہ چیز بنیادی حیثیت رکھی ہے کہ تعلیم انسان میں دینی، اخلاقی، معاشرتی اور سماجی اقتدار کی تکمیل کا باعث بنے مگر فرنگی تسلط اور غلبہ کے بعد یا تو مدارس دینیہ عربیہ کو یکسر ختم کردیا گیا اور جو چند بچ گئے انہیں بے دست وپا کردیا گیا۔

آپ خود سوچیں کہ جب تعلیم جیسا مقدس فریضہ بھی فلاح انسانیت کی بجائے ظلمت کی طرف لے جائے، درد والم کے مداوا کی بجائے دکھوں کے دہلیز تک لے جائے، ذہنی آسودگی کی بجائے گھمبیر الجھن میں پھنسادے فکری آزادی کی بجائے غلامی کی دلدل میں دھکیل دے، پاکیزہ جذبات کے بجائے باطلانہ نظریات کا ہمنوا بنادے تو ایسی تعلیم واقعتاً دلوں میں اتفاق، محبت، یگانگت، رواداری،

خودداری، آزادی کو جگہ نہیں دے گی بلکہ منافرت، خود پسندی، غلامی اور بے راہ روی کی آماجگاہ بن جائیگی۔

ایسے ناگفتہ بہ حالات میں وہ مرد مجاہد میدان میں آیا جس کی پرسوز آواز نے سوتوں کو جگا دیا جس کی پکار نے دلوں کو مرکزیت عطا فرمائی جس کی نگاہ نے غلامی مصطفیٰ ﷺ کا ولولہ انگیز درس دیا۔ جس کی گرمی نفس نے قلب و روح میں دین کی تڑپ پیدا فرمادی جو غیروں کے لئے رعد کی برق بن کر ابھرا، جو اپنوں کے لئے صبح کا اجالا بن گیا۔ اقبال کی زبان میں جس کا تعارف کچھ یوں ہے۔

عطار ہو رومی ہو رازی ہو غزالی ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہ سحر گاہی

داراؤ سکندر سے وہ مرد فقیر اولیٰ
ہو جس کی فقیری میں بوئے اسد اللّٰہی

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

چودھویں صدی ہجری میں دین وفکر و اعتقاد کی ڈوبتی کشتی کو ساحل تک پہنچانے کے لئے خداوند قدوس نے امام احمد رضا خاں کو ناخدا بنا کر بھیجا آپ نے وقت کی ضرورت کو بھانپ لیا ہر قسم کے عقائد باطلہ، اعتقادی فساد، فکری بے راہروی، اخلاقی پستی، تعلیمی بدتہذیبی کا مقابلہ کرنے، فکری و علمی انقلاب لانے اور مسلمانان اہل سنت کے عقائد و نظریات کی اصلاح اور اخلاق و کردار کو سنت نبوی ﷺ کے سانچے میں ڈھالنے کے لئے ایک عظیم درسگاہ جامعہ منظر اسلام کا اجراء ۱۳۲۲ھ بمطابق ۱۹۰۴ء میں کیا۔ جامعہ منظر الاسلام اپنے انقلابی سفر کے لئے گامزن ہوگیا عرصہ قلیل میں اہل سنت کے اس عظیم مادر علمی کی روشنی چار دانگ عالم میں پھیل گئی۔

اعلیٰ حضرت کی تعلیمات کا مقصد اولین یہی تھا کہ دنیا میں عشق رسول ﷺ عام ہو، علم نافع و نورانی کی برکات سے مسلمانوں کی عظمت رفتہ لوٹ آئے اور ان کو دوبارہ دشمنان اسلام پر غلبہ خاص ہو۔ وہ زمانہ کو اسلام کے تابع کرنا چاہتے تھے اسلام کو زمانے کے حالات کے مطابق ڈھالنے کے قائل نہیں تھے امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کی جہد مسلسل کا نتیجہ ہے کہ اس مادر علمی سے ایسے نابغۂ روزگار پیدا ہوئے اور اس کی آغوش سے علم و فن کے ایسے شمس و قمر نکلے جو عظیم درسگاہوں کے صدرات علیا پر فائز ہوئے، یہی وہ منظر اسلام ہے جس کے صحن میں شہنشاہ علوم و فنون تیار ہوئے، اسی کے فیض سے ایسے ایسے مدرسین اور معلمین تیار ہوئے جنہوں نے قوموں کی تقدیریں بدل دیں، اس مادر علمی کی چار دیواری سے ایسے مصنفین، مبلغین اور مناظرین نکلے جنہوں نے جس جس علمی میدان میں قدم رکھا علوم و فنون کے موتی بکھیر کر رکھ دیئے۔

منظر اسلام اور اعلیٰ نصاب تعلیم:

اعلیٰ حضرت کے تعلیمی مقاصد میں اعلیٰ تعلیمی معیار اور اعلیٰ نصاب تعلیم بھی اہم حیثیت کے حامل ہیں۔ اعلیٰ نصاب تعلیم ہی علمی قابلیت اور عمدہ معیار تعلیم کا ضامن ہوسکتا

ہے۔ منظر اسلام کا علمی نصاب دیکھا جائے تو اس میں ایسی جامعیت اور کاملیت نظر آتی ہے جو دوسرے اداروں میں مفقود ہے۔ نصاب تعلیم مندرجہ ذیل ہے۔

(۱) صرف	(۲) نحو	(۳) بلاغت
(۴) ادب	(۵) فقہ	(۶) اصول فقہ
(۷) منطق	(۸) حکمت	(۹) کلام
(۱۰) ریاضی	(۱۱) فرائض	(۱۲) مناظرہ
(۱۳) تفسیر	(۱۴) حدیث	(۱۵) اصول حدیث

یہ ہی وہ بلند معیار تھا جو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا تعلیمی مقصد تھا کہ طلبہ میں ٹھوس قابلیت پائی جائے ہر قسم کے علوم وفنون کے مبادیات کو طلبہ کے لئے لازمی قرار دیا جائے۔ یہی وجہ تھی کہ اس مادر علمی کے فارغ التحصیل نہ صرف اخلاقی قدروں، للّٰہیت اور خلوص کے پیکر ہوتے بلکہ علمی طور پر ان کی شخصیت ثقہ ہوتی۔ جامعہ منظر اسلام میں سب سے پہلے دو طلبہ ملک العلماء حضرت علامہ ظفر الدین بہاری اور حضرت علامہ رشید الدین عظیم آبادی کی فراغت ہوئی ملک العلماء منظر اسلام کے مدرس ہوئے آپ کی کاوشوں کا نتیجہ ہے کہ اس گہوارۂ علم وفضل کے چرچے دور تک پھیل گئے ایسے علوم کے تاجدار اس چشمہ فیض سے مستفید ہوئے جس پر عالم اسلام کو فخر ہے چند اسمائے گرامی پیش خدمات ہیں شیر بیشۂ اہلسنت علامہ حشمت علی خان، محدث اعظم حضرت علامہ سردار احمد (فیصل آباد) مفسر قرآں علامہ عبد الغفور ہزاروی صدر الافاضل علامہ سید نعیم الدین مرادآبادی، صدر الشریعت علامہ امجد علی اعظمی، افق شریعت علامہ مفتی رفاقت حسین، قائد ملت حضرت علامہ مولانا احسان علی محدث مظفر پوری، مجاہد ملت علامہ حبیب الرحمٰن، حافظ ملت علامہ عبد العزیز، شمس العلماء علامہ شمس الدین بریلوی، محدث اعظم ہند حضرت سید محمد کچھوچھوی، مفسر اعظم حضرت علامہ محمد ابراہیم رضا خاں، مفتی اعظم حضرت علامہ مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین۔ یہ اسی درسگاہ کہ مہکتے دمکتے پھول تھے۔

منظر اسلام، رنگ ونسل کے امتیاز سے بالاتر ادارہ:

منظر اسلام مذہب حق کا ترجمان ہے منظر اسلام امام اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کے علوم کا داعی ونگہبان ہے اس نقطۂ نظر سے منظر اسلام کے علمی فیضان کا اندازہ کرنے کیلئے اس کی سو سالہ تاریخ پر جب نظر ڈالی جاتی ہے تو ملک و بیرون ملک مثلاً سری لنکا، برما، بنگلہ دیش، افریقہ، افغانستان، پاکستان، نیپال، چین، اردن، لیبیا، شام، سعودی عرب وغیرہ دنیا بھر کے طالبان علوم نے بلاتمیز منظر اسلام سے علوم وفنون حاصل کئے کیونکہ منظر اسلام ملت اسلامیہ کے اتحاد ویگانگت کا ضامن ہے اسی وجہ سے اس کی نورانی کرنیں دنیا کے گوشے گوشے میں پھیل گئی اور دین اسلام کی روشنی سے کائنات کو منور کر دیا۔

منظر اسلام کی بکھرتی کرنیں:

اگر نیت میں خلوص ہو مقصد کے حصول میں چاہت ہو عمل میں لگن ہو تو خداوند قدوس کامیابی سے ہمکنار فرماتا

ہے اعلیٰ حضرت کے تعلیمی مقاصد میں تعلیم کا محور دین اسلام ہے یعنی تعلیم اس کی اشاعت، ترویج اور عالم گیر غلبہ کے لئے لابدی امر ہو جب ہم منظر اسلام کی تاریخ پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں یہ نظر آتا ہے کہ یہ وہ علمی ادارہ ہے جس سے فراغت پانے والوں نے علم کی بلندیوں کو چھوا اور صرف حصولِ علم تک ہی محدود نہ رہے بلکہ ہر شخصیت اپنے تئیں ایک مکمل تاریخ ہے کیونکہ جن تعلیمی مقاصد کو سامنے رکھ کر اعلیٰ حضرت نے ان نفوس قدسیہ کی تکمیل فرمائی تھی ان میں تعلیمی قابلیت کے علاوہ اخلاق کی بلندی، جذبۂ خلوص، حقیقت شناسی اور خودداری کے جذبات کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے تھے خواہ علمی میدان ہو یا تحریری خدمات، تقریری معاملات ہوں یا مناظرانہ چیلنج، دینی تبلیغ کا سلسلہ ہو یا اشاعت مسلک حق کا موقع، ان حضرات نے ہر میدان میں نہ صرف سیکڑوں شاگرد چھوڑے بلکہ ہر موضوع پر علمی تحقیقات کے ڈھیر لگا دیئے وہ شخصیات جو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کے مشن کو پروان چڑھانے میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہیں ان میں سے ہر ایک شخصیت کی تدریسی سرگرمیاں، سلسلہ تلامذہ، تحقیقی تصانیف دیکھی جائیں تو دینی خدمات اور علمی فیوض کا ایک لامحدود سلسلہ نظر آتا ہے اعلیٰ حضرت کا یہ ہی مقصد تھا کہ منظر اسلام دین متین کے فروغ کا ذریعہ بنے اور دین وعلم کی ایسی تحریک ثابت ہو جو مسلک حق کی اشاعت و ترویج کا سبب بنے منظر اسلام کی سو سالہ تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ جن تعلیمی مقاصد کے حصول کے لئے اعلیٰ حضرت اس عظیم ادارہ کا قیام عمل میں لائے اس کے خاطر خواہ نتائج حاصل ہوئے۔

حقیقت یہ ہے منظر اسلام دینی وعلمی اشاعت و ترویج کی وہ عالمگیر تحریک ہے جس کی خدمات ہر میدان میں مسلم ہیں اس نے درس توحید و تعظیم رسول ﷺ دیا، دینی وملی خدمات سرانجام دیں، علمی وعملی انقلاب برپا کیا، مذہبی ومسلکی معاملات سنوارے، سیاسی و معاشی مسائل کا حل پیش کیا، اعتقادی و اخلاقی نظریات واضح کئے، تحریری و تصنیفی اشاعت عام کی، اتفاق ویگانگت کا درس دیا۔

یہ منظر اسلام ہی کا فیضان ہے کہ ہر شعبہ میں خدمات سرانجام دیں اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو بات واضح ہو جاتی ہے کہ اگر اعلیٰ حضرت متاخرین میں سے یہ تعلیمی مقاصد پیش نہ فرماتے اور منظر اسلام کی ان نقوش پر آبیاری نہ ہوتی تو آج علم وعرفان کے یہ چشمے رواں نہ ہوتے، دین اور ایمان کی یہ بہاریں نظر نہ آئیں، عشق رسول ﷺ سے دلوں کو جو حیات جاودانہ ملی، نہ ملتی۔

یادگار اعلیٰ حضرت درس گاہ علم وفن
منظر اسلام کہتے ہیں اسے اہل سخن

بے شبہ ہے یہ وہی مرکز جہانِ علم کا
تا عرب پھیلی ہے جس سے روشنی علم وفن

علم حق کے جگمگائے ہیں اسی نے وہ چراغ
جس کی ضو سے بقعۂ انوار ہے اپنا وطن

☆☆☆

امام اہلسنت

اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی

''عالم باعمل جنہوں نے اتباعِ شریعت کو ذریعہ محبت قرار دیا''

علامہ سید سعادت علی قادری

انسان ہو یا جانور، محبت ہر ایک کی فطرت ہے، لیکن اللہ و رسول سے محبت خاصۂ انسانیت ہے تقاضۂ انسانیت ہے، کمالِ انسانیت ہے اور یہی اللہ رب العزت جل مجدہٗ کو مطلوب ہے، ارشاد ہوتا ہے:

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ (سورۃ التوبہ:۲۴)

''تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کا مکان یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا''

غور فرمایئے کیسی سخت وعید ہے، ان لوگوں کے لئے جو دعوئے ایمان کے باوجود اللہ و رسول سے زیادہ دنیاوی رشتوں اور اپنی پسندیدہ چیزوں کو محبوب رکھتے ہوں، قرآن کریم انہیں فاسق قرار دیتا ہے اور فساق اللہ کی ہدایت سے محروم ہی رہتے ہیں۔ نیز نبی مکرم علیہ الصلوٰۃ

والسلام کی محبت والفت، اللہ سے محبت والفت کا وسیلہ ہے، اسی لئے میرے آقا ﷺ غلام کے لئے، اپنی محبت کو کمالِ ایمان کا ذریعہ قرار دیتے ہیں، آپ نے فرمایا:

"لایؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من مالہ وولدہ والناس اجمعین" (الحدیث مبارکہ)

''تم میں سے کوئی اس وقت تک (کامل)
مؤمن نہیں ہوسکتا، جب تک کہ میں اسے،
اس کے مال اور اس کی اولاد اور تمام لوگوں
سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں''

محبت کا دعویٰ تو بہت سوں نے کیا اور ہر ایک کرسکتا ہے، لیکن اس کے ثبوت کے لئے عمل، محنت و مشقت اور جان لیوا مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔ جس کی بے شمار مثالیں صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، تابعین اور تبع تابعین نیز اسلافِ کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی سیرت و تاریخ میں موجود ہیں، جو ہمارے لئے بہترین نمونہ ہیں، انہی میں کا ایک چمکتا، دمکتا، موتی، امام اہلسنت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، جنہوں نے اگرچہ دعوئے عشق و محبت کبھی نہ کیا، لیکن ان کے علم و عمل نے انہیں ایسا پیکرِ عشق و محبت بنایا، کہ وہ معلّمِ عشق بن گئے، علَمِ محبت بن گئے، ان سے نسبت، سندِ عشق و محبت ہوگئی۔

امام اہلسنت علیہ الرحمہ کے حالات زندگی سے واضح ہوتا ہے کہ انہوں نے ان تمام تقاضوں کو پورا کیا جو دعوئے محبت کے ثبوت کے لئے ناگزیر تھے، ان کی تعلیم کا آغاز، قرآن کریم سے، ڈھائی برس کی عمر میں ہوا، جبکہ چار برس کی عمر میں وہ قاریِ قرآن تھے۔ اس وقت سے عمر کے آخری لمحہ تک وہ قرآن کریم کے بحرِ ذخّار سے، صاحبِ قرآن ﷺ کی محبت کے چمکتے دمکتے موتی نکالتے اور اہل ایمان کے دلوں کو منور و روشن کرتے رہے، انکا ترجمۂ قرآن، بنام کنزالایمان، ثابت کرتا ہے کہ قرآنِ کریم میں ان الفاظ اور آیات سے بھی آپ نے عظمت مصطفیٰ ﷺ کو اجاگر و نمایاں کیا، جن سے بعض دیگر مترجمین، اپنی بدعقیدگی، لاپرواہی یا کم علمی کی بناء پر عصمتِ رسول کے دامن کو داغدار کر بیٹھے اور انکا یہ عمل امت میں نہ صرف انتشار و افتراق کا سبب بنا بلکہ ضلالت و گمراہی کا باعث ہوا، میرے نزدیک کنزالایمان کی یہی خصوصیت کافی ہے کہ اس کا مطالعہ کرنے والے کا قلب محبت رسول ﷺ سے لبریز ہوجاتا ہے اور مقامِ مصطفیٰ ﷺ کے سمجھنے کے قابل ہوجاتا ہے۔ کنزالایمان نے جو ہمیں، عشق و محبت کے ہیرے جواہرات فراہم کئے کاش ہم اس کے استعمال سے ضلالت و گمراہی کے جراثیم سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خود کو محفوظ رکھتے تاہم یہ ان کا احسان ہے کہ، انہوں نے ایک ہزار سے زیادہ کتابوں کی صورت میں ہمیں ایسا اسلحہ عطا فرمادیا، جس نے ہمیں دشمنانِ رسول کا مقابلہ کرتے رہنے اور ناموسِ رسالت کی حفاظت کرنے کے لائق بنادیا۔

عشق و محبت رسول ﷺ کا ایک ثبوت، مؤمن کے عمل سے بھی فراہم ہوتا ہے کہ وہ، احکام شرع کا پابند ہو اور اپنے محبوب آقا ﷺ کے ہر حکم پر، غلامانہ انداز سے عمل پیرا ہے اور ہر اس چیز کے قریب جانے سے گریز کرے، جس سے آپ نے منع فرمایا ہو، یہی حکم الٰہی بھی ہے، ارشاد ہوا:

وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ ج وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا ج وَاتَّقُوا اللّٰہَ ط اِنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ o (سورۃ الحشر ۷)

''اور (محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام) جو تمہیں عطا فرمادیں وہ لے لو اور جس سے تمہیں روکیں، رک جاؤ، اور ڈرتے رہا کرو، اللہ سے، بیشک اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے''

امام احمد رضا کے تقویٰ و طہارت کا عالم یہ تھا کہ آپ ہمہ وقت، پاک و صاف اور باوضو رہتے، نماز باجماعت ترک ہونا تو درکنار، کبھی آپ کی تکبیر تحریمہ بھی نہ چھوٹی، روزے اکثر رکھا کرتے، بالخصوص آقائے رحمت ﷺ کی ولادت باسعادت کے دن، یعنی پیر کا روزہ، کبھی ناغہ نہ ہوتا تھا، اس کا خصوصی اہتمام کیا جاتا تھا، زکوٰۃ پابندی سے ادا فرماتے تھے، صدقہ و خیرات کی یہ کیفیت تھی کہ کبھی کوئی سائل آپ کے در سے خالی ہاتھ نہ جاتا تھا، علاوہ ازیں متعدد بیواؤں اور ضرورتمندوں کے ماہانہ وظائف مقرر تھے، جن میں بیرونِ شہر کے لوگ بھی شامل تھے، انہیں باقاعدگی سے ہر ماہ بذریعہ منی آرڈر وظائف ارسال کئے جاتے تھے، جو حضرات آپ سے حصولِ فیض کے لئے آتے ان کی میزبانی کا بھی اہتمام آپ اپنی جیب خاص سے ہی کرتے تھے، طلباء کے قیام و طعام کا بھی انتظام خود ہی فرماتے تھے، چونکہ آپ کو چندہ کرنا پسند نہ تھا اس لئے آپ نے کسی شاندار عمارت میں کوئی مدرسہ قائم نہ فرمایا، مسجد و مسند سے ہی شمعِ علم روشن ہوتی رہی، جس کی ضیاء پاشیاں آج دنیا کے گوشہ گوشہ میں نظر آرہی ہیں، کہ اپنی تعلیم و تربیت سے امام اہلسنت جو پیغام عام کرنا چاہتے تھے وہ پھیل رہا ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ پھیلتا ہی رہے گا، کیونکہ یہ پیغام حق ہے، پیغامِ عشق و محبت ہے، اس کی حقانیت و نورانیت سے صرف وہی محروم رہ سکتے ہیں جو ظاہر و باطن کے نور سے محروم ہیں۔

آقائے رحمت ﷺ کا ارشاد ہے:

من احب للّٰہ و ابغض للّٰہ و اعطی للّٰہ و منع للّٰہ فقد استکمل الایمان

''جس نے، اللہ کے لئے محبت کی، اللہ ہی کے لئے محبت کی، اللہ ہی کے لئے عداوت کی، اور اللہ کے لئے دیا اور اللہ ہی کے لئے منع کیا، تو اس کا ایمان کامل ہو گیا''

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے عمل و کردار کو، معلم کامل ﷺ کے اس ارشاد کی روشنی میں جب ہم دیکھتے ہیں تو

آپ کے ایک ایک عمل کو اس حدیث مبارکہ کا مصداق پاتے ہیں آپ کی حیاتِ مبارکہ کے واقعات سے واضح اور ثابت ہے کہ، آپ اللہ و رسول سے محبت رکھنے والوں سے محبت فرماتے ان کا احترام کرتے، جبکہ بد عمل اور بدعقیدہ لوگوں سے، چاہے وہ اپنے ہوں یا غیر کسی منصب یا کسی مرتبے کے ہوں، آپ کو سخت نفرت تھی، آپ فرماتے ہیں: ''الحمد اللہ میں نے مال سے ''من حیث ھو مال'' کبھی محبت نہیں کی، صرف انفاق فی سبیل اللہ ادارہ کے لئے اس سے محبت ہے، اسی طرح اولاد سے، ''من حیث ھو اولاد'' محبت نہیں، بلکہ میں اولاد سے بوجہ صلہ رحمی محبت کرتا ہوں، جو ایک نیک عمل ہے''۔

بندۂ مؤمن کے لئے عشقِ رسول ﷺ سے بڑی کوئی نعمت نہیں، کہ یہی اللہ کی معرفت اور اس کی رضا کا وسیلہ کہ اللہ اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چاہنے والوں کو، اپنا محبوب بنالیتا ہے، ارشاد ہے:

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ

''محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ ہی فرمادیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو (میرے غلام بن جاؤ) اللہ تمہیں اپنا محبوب بنالے گا''۔

اسی لئے تو صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، عاشقانہ و محبوبانہ اتباع و پیروی کرتے تھے، انہوں نے اپنی جان، اپنا مال، سب کچھ آقا ﷺ کے اشارۂ ابرو پر قربان کیا، پس وہ اللہ کے محبوب بن گئے، امت کے محبوب بن گئے، ہمارے سروں کا تاج، ان کا مقام ہوگیا، تاریخ کے اوراق گواہ ہیں کہ صحابہ جیسا ایثار نہ کوئی کرسکا اور نہ کسی کے بس کی بات ہے، کسی قائد کو ایسے جاں نثار نصیب نہ ہوئے، جنہوں نے اپنا سب کچھ قائد پر نچھاور کردیا ہو، یہ صرف میرے آقا ﷺ کی خوبی ہے کہ ہر دور میں ان کے غلاموں نے، ان کے لئے قربانیاں دیں اور ہمہ وقت وہ قربانی کے لئے تیار نظر آتے ہیں، یہی کیفیت اس غلام رسول، امام اہلسنت علیہ الرحمہ کی تھی۔

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
لِلّٰہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

ان ہی کو جاننا، ان ہی کو ماننا ہی تو، روح ایمان ہے، اس حال میں جس کا خاتمہ ہوا، وہی تو مسلمان گیا، وہ دنیا میں کامیاب و کامران اور آخرت میں نجات یافتہ ہوا، اور آپ ہمیں عشقِ رسول ﷺ کے ایسے متوالے نظر آتے ہیں کہ آپ کی تعلیمات کا محور و مرکز صرف اور صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت اور آپ کا ادب و احترام ہے۔

عاشق رسول ﷺ کے نزدیک حرمین شریفین کی حاضری کا اصل مقصد محبوب کریم ﷺ کے دربار کی حاضری ہے، ان کا عقیدہ یہ ہے کہ اگر زیارتِ محبوب ﷺ کی نیت نہ ہو تو، حجِ کعبہ کا کوئی لطف نہیں، مزا جب ہی آتا ہے کہ

غلام طواف کر رہا ہو اور اس کا دل آقا ﷺ کے گرد چکر لگا رہا ہو، اسی لئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اس مقدس سفر کا اصل مقصد، مدینہ منورہ کی حاضری قرار دیتے ہیں، فرماتے ہیں۔

اس کے طفیل حج بھی خدا نے کرا دیئے
اصلِ مراد حاضری اس پاک در کی ہے

کعبہ کا نام تک نہ لیا طیبہ ہی کہا
پوچھا تھا جس نے مجھ سے کہ نیت کدھر کی ہے

اسی لئے آپ کی یہ عادتِ مبارکہ تھی کہ جب کوئی حرمین شریفین کی حاضری سے واپس ہوکر، آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو پہلا سوال یہ فرماتے، کیا آپ میرے آقا ﷺ کے دربار میں حاضر ہوئے تھے، اگر جواب نفی اور معذرت میں ہوتا تو آپ منہ پھیر لیتے اور غم وغصہ کا اظہار فرماتے اور اگر حاضری کا مژدہ ملتا تو آپ کھڑے ہوکر اسے گلے لگاتے، اس کے قدم چومتے اور بیحد خوشی ومسرت کا اظہار کرتے تھے۔

محبت کا مقتضیٰ ہے کہ محبوب کی طرف منسوب ہر چیز سے محبت کی جائے، اس کا ادب واحترام کیا جائے، اس کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھا جائے پس اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اس معیارِ محبت میں بھی کمال رکھتے تھے، وہ ساداتِ کرام کا بیحد ادب و احترام کرتے تھے، کہ سادات جزوِ رسول ﷺ ہیں جن کے ادب واحترام کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم دیا، اسی لئے وہ اہلِ ایمان کے سر کا تاج ہیں، ان کا ادب اور ان کا احترام ہر مؤمن کے ایمان کا جز ہے۔

تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانہ نور کا

امام اہلسنت علیہ الرحمہ کا ارشاد ہے کہ:

''قاضی جو حدودِ الٰہیہ نافذ کرنے پر مجبور ہے اس کے نزدیک اگر کسی سیدزادے پر حد ثابت ہو، تو باوجودیکہ اس پر حد جاری کرنا فرض ہے، لیکن حکم ہے کہ سید کو سزا دینے کی نیت نہ کی جائے بلکہ یہ نیت ہو کہ شہزادے کے پیر میں کیچڑ لگ گئی ہے اس کو صاف کیا جارہا ہے''

عاشقِ رسول ﷺ، پالکی میں رونق افروز ہوتے ہیں، کہار پالکی اٹھا کر تھوڑی ہی دور چلتے ہیں کہ حکم ملتا ہے ٹھہرو، پالکی رکھ دو، باہر تشریف لاتے ہیں چہرے پر خوف و غم کے ملے جلے اثرات ہیں۔ کہاروں سے بھرّائی ہوئی آواز میں پوچھتے ہیں:

''آپ میں سے کوئی آلِ رسول تو نہیں''

اپنے جدِ اعلیٰ ﷺ کا واسطہ سچ بتائیے'' کہاروں میں سے ایک شخص کا رنگ فق ہوگیا، دیر تک خاموش رہنے کے بعد دبی آواز میں کہا ''مزدور سے کام لیا جاتا ہے، ذات پات نہیں پوچھی جاتی، آپ نے میرے جدِ اعلیٰ کا

واسطہ دے کر، میرا راز فاش کر دیا'' ابھی اس مزدور کی بات پوری بھی نہ ہو پائی تھی کہ، لوگوں نے پہلی بار تاریخ کا یہ حیرت انگیز واقعہ دیکھا کہ، عالمِ اسلام کے ایک مقتدر امام کی دستار، اس کے قدموں پر رکھی ہوئی ہے اور وہ روتے ہوئے، مزدور سے التجا کرر رہا ہے:

''شہزادے! میری گستاخی معاف کر دیجئے،
لاعلمی میں یہ گستاخی ہوئی، روز قیامت اگر آقا
ﷺ نے سوال کرلیا کہ احمد رضا! کیا میرے
فرزند کا دوشِ نازنین، اس لئے تھا کہ وہ تیری
سواری کا بوجھ اٹھائے تو میں کیا جواب دوں گا،
اس وقت بھرے میدان عشق میں غلام کی کیسی
رسوائی ہوگی''

دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ جس طرح ایک عاشقِ دلگیر، اپنے روٹھے محبوب کو مناتا ہے، اسی انداز میں وقت کا عظیم المرتبت، امام اس سیدزادہ مزدور کی منت سماجت کررہا ہے اور لوگ حیرت زدہ آنکھوں سے عشق و محبت کی ناز برداریوں کا یہ رقت انگیز تماشہ دیکھ رہے ہیں، کئی بار معزز مزدور سے معافی کا اقرار کرالینے کے بعد، امام اہلسنت نے ایک التجا پیش کی حضور! اب مجھے اس تقصیر کا کفارہ ادا کرنے کا موقع بھی فراہم کیجئے، اس طرح کہ آپ پالکی میں رونق افروز ہوں اور میں اسے اٹھاؤں، لاکھ انکار کے باوجود، سیدزادے کو عاشق کی بات ماننی پڑی، اب ایک عجب منظر تھا کہ جلیل القدر امام، اپنے علم و فضل، جبہ و دستار اور عالم گیر شہرت کے باوجود، کہاروں کے ساتھ مل کر ایک گمنام مزدور کی پالکی اٹھائے چلا جارہا ہے اور چہرہ خوشی سے چمک رہا ہے، دمک رہا ہے، قدم تیزی سے اٹھ رہے ہے، گویا اس نے اپنی کامیابی و کامرانی کی منزل کو دیکھ لیا ہو اور اس تک پہنچنے کے لئے بے چین ہوں۔

غرضیکہ ہم نے جسے اعلیٰ حضرت کہا، امام اہلسنت مانا کہ انہوں نے بقضائے علم، اتباعِ شریعت مطہرہ کو، عشق رسول ﷺ کا ذریعہ بنایا اور ہمیں درس دیا کہ بغیر اتباع، دعوئے محبت، محض باطل ہے کہ ''یحببکم اللّٰہ'' کا مژدہ انہی خوش نصیبوں کے لئے ہے جو ''فاتبعونی'' کے شعار پر عمل پیرا ہوتے ہیں، بلا شبہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ خوش نصیب تھے کہ رسول کی غلامی اختیار کی پس محبوب الٰہی بن گئے، ایسے پیکر محبت والفت ہوگئے کہ ہر ادا، ہر عمل، سے محبت کی اداؤں کا مظاہرہ ہونے لگا، ہر لفظ سے ہر شعر سے، پیغامِ محبت دینے لگے، اہلِ نظر نے ان کی اس خوبی پر غور کیا تو ان کے شیدائی ہوگئے، اس عاشق کا پیغام سنیئے، غور فرمایئے اور اپنایئے، فرماتے ہیں ؎

عاصیو! تھام لو دامن ان کا
وہ نہیں ہاتھ جھٹک نے والے

سنیو! ان سے مدد مانگے جاؤ
پڑے بکتے رہیں بکنے والے

امام احمد رضا ایک شخص، ایک تحریک

علامہ سید ریاض حسین شاہ
(جنرل سکریٹری، جماعت اہلسنت پاکستان)

امام احمد رضا برصغیر پاک و ہند کے ان علماء میں سے ہیں جنہوں نے نہ صرف اپنے دور میں بلکہ زمان و مکان کی حدود و قیود سے ماوراء ہو کر اسلامی زندگی کی ہمہ گیر روایات اور جدید دنیا کے جدید تقاضوں کے نظر افروز اور دلکش رنگ و آہنگ کو سہارا دیا ہے۔ بدلتی دنیا میں بدلتی اقدار کے سرعت مآب ماحول میں پرانے چراغ جلا کر تازہ روشنی مہیا کرنا اتنا آسان کام نہیں۔ لیکن احمد رضا اپنی تخلیقات کے سہارے کم اور اپنے خلوص، جذبے، گداز، سچائی اور عشق کے آسرے زیادہ کٹھن سے کٹھن منزلوں کو بڑی جرأت اور بیباکی سے سر کر لیتے ہیں۔ ان کا یہی ذوقِ نگاہ، شوقِ راہ، سفرِ عشق، محبوب کی راہوں میں مٹنے کا جذبہ، حقائق کا ادراک اور زندگی کا انمٹ شعور انہیں وہ خوشبو عطا کر دیتا ہے جس سے وہ وہاں تک جا پہنچتے ہیں جہاں شخصیتیں اور مشخصات نہیں پہنچتے بلکہ پاکیزہ روحیں، تابندہ افکار، بیدار دل، برق نظر دماغ اور بہار آفرین خیالات ہی رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔ ایک عالم دین سچائی کی اس لاہوتی پرواز کی حلاوتوں سے جس وقت بہرہ مند ہو جاتا ہے یہی اس کی معراج ہوتی ہے جہاں دریاؤں کی مچھلیاں، فضاؤں کی پیٹھ پر سوار ہو کر چہچہانے والے پرندے اور زمین پر رینگنے والے کیڑے مکوڑے اس کے لئے دعا گو ہو جاتے ہیں۔ احمد رضا عالم تھے، سچے عالم، مقبول عالم، محبوب عالم۔ احمد رضا عاشق تھے، سچے عاشق، نامدار عاشق، کامگار عاشق، منزلوں کی سچائی اور سفر کی صداقت نے ان کو زندگی میں اس معراج کی مستیاں دے رکھی تھیں اس لئے وہ برملا کہتے تھے۔

گونج گونج اٹھے ہیں نغمات رضا سے بوستاں
کیوں نہ ہو! کس پھول کی مدحت میں وا منقار ہے

علمِ شعرِ شعور، وجد و وجدان وجود، محنتِ سعی سوز اور ہنگامۂ نشاطِ ساز سب کچھ ایک ہی مرکز کے مرہون منت ہیں اور وہ ہے زندگی۔ اجر و ثواب، رجز و عتاب،

قانون، قوت اور مذہب و کتاب سب اسی محور کے ارد گرد گھومتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ بذات خود زندگی کا سرمایہ کیا ہے؟ اس کی ڈور کہاں سے ہلائی جاتی ہے؟ سنگ صحراؤں میں اس کے بھنور کو کون متحرک کرتا ہے؟ اس کے کائکل پیچاں میں خوشبوئیں بھرنے والا کون ہے؟ اس کے ہاتھوں پر حنا بندی کا اہتمام کیسے ممکن ہے؟ قوت، طاقت، تاج، تخت، دھن، تن اس کے مظاہر ہیں اس کا حصہ نہیں۔ خیال ہے یہ کنزِ مخفی کی تحریک ''احببت'' ہے۔ یہ نسیمِ روح کی شامہ نواز خوشبو ہے، یہ مشت خاک میں ''فنفخت فیه من روحی'' کی جلوہ گری ہے۔ سب سے زیادہ زندگی کا سراغ وہ شخص لگاتا ہے جس کے بدن میں جوہرِ حیاتِ محبت، گوہرِ حیاتِ عشق، مایۂ حیاتِ وارفتگی اور نغمۂ حیات پر یت کا چراغاں زیادہ ہوتا ہے۔ آیئے دیکھتے ہیں فطرت نے یہ نعمت کبریٰ ''احمد رضا'' کو کس مقدار میں دے رکھی تھی۔ اس میں کیا شک ہے کہ احمد رضا کا سرمایہ دل و جان محبت تھی۔ ان کی نگارشات، ان کے نغمے، ان کے فتاویٰ اور ان کے گیت، سب حرفِ محبت کی تفسیر اور خوابِ عشق کی تعبیر تھے۔ وہ خود فرماتے ہیں ؎

''ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے''

اور پھر ان کی آرزو ملاحظہ ہو ؎

یا الٰہی جب رضا خوب گراں سے سر اٹھائے
دولتِ بیدار عشق مصطفیٰ ﷺ کا ساتھ ہو

محبت جو بھی ہو اس کا سرچشمہ دل ہے۔ البتہ اس کے رویئے متعدد ہیں۔ اس کی اصل پاکیزہ ہے اور رنگ متنوع ہیں۔ اسے دیکھا جا سکتا ہے، طبع بہ طبع اور دل بہ دل اسے پڑھا جا سکتا ہے۔ پو بہ پو اور خو بہ خو اسے کریدا جا سکتا ہے۔ نخ بہ نخ اور تار بہ تار انسانوں کی دنیا میں انسان مختلف اور محبتوں کی دنیا میں محبتیں نوع بہ نوع، کوئی مکھیوں کی طرح نے وشکر کا متوالا، کوئی ماہ رخ محبوبوں کو ''ظالمانہ محبت'' کے تحفے دینے والا، کہیں دولت کمائی جارہی ہے، کہیں ثروت لٹائی جارہی ہے، کہیں عشقِ شاہی ہے اور کہیں شاہی عشق کی نعمتیں ہنگامہ زن، کہیں نشۂ سیاست اور کہیں مستیِ وزارت، گویا محبت کہیں نور ہے کہیں نار، کہیں زحمت ہے اور کہیں رحمت، کبھی حریم ہوس میں ارادۂ دولت اور کبھی حرمِ لطافت میں جلوۂ یزداں کبھی قطرۂ شبنم میں صورتِ انجام اور کبھی قلزمِ موت میں آتشِ منصور! کبھی سرِ بزم رسوائی کبھی پسِ حجاب معراج افزائی! کون سمجھے کونجانے جس تن لاگے سوتن جانے!

صاحبو......! سوآؤ دیکھتے ہیں کچھ من جلے جن کی خاکِ لحد ابھرا ابھر کر، جن کی آتشِ عشق بھڑک بھڑک کر، جن کی سوزشِ نفس بھبک بھبک کر، نظر نظر، روش روش، گل بگل، دل بہ دل، کو بہ کو، در بدر اور خانہ بہ خانہ فہم و ذکا کے پھول نچھاور کررہی ہے۔ زندگی صرف مہر و ماہ تک رسائی ہی نہیں یہ صرف نیوٹن اور ایڈیسن کا نام ہی نہیں، بلال بھی ہے، حُسین بھی ہے، اُویس بھی ہے، جامی ورُومی بھی۔ اسے حَسن وفرزوق بھی کہتے ہیں اور یہ اقبال واحمد رضا بھی کہلاتی

ہے۔ بلاشبہ عشق و محبت کی تاریخ میں رہِ محبت کا ہر راہی یاد رکھا جائے گا لیکن رومی و جامی اور احمد رضا کے نام آسمانِ محبت پر مہر و ماہ کی طرح چمکتے رہیں گے۔ اس لئے بھی کہ وہ عاشق ہیں اور اس لئے بھی کہ وہ خادم عشق و محبت ہے۔ خصوصاً ''احمد رضا جو محبت کرتا ہی نہیں محبت سکھاتا بھی ہے۔ عشق رکھتا ہی نہیں عشق کا معلم بھی ہے، جلتا ہی نہیں راہ محبت میں جلنے کا روح گیر درس بھی دیتا ہے۔ احمد رضا تم کتنے خوبصورت لگتے ہو، جب جانِ حسن و جمال کی دہلیز پر جھولی پھیلائے، محض ان کے حسن کی خیرات مانگتے ہو۔

لب واہیں آنکھیں بند، پھیلی ہیں جھولیاں
کتنے مزے کی بھیک ترے پاک در کی ہے

جنت نہ دیں نہ دیں تری رویت ہو خیر سے
اس گل کے آگے کس کو ہوس برگ و بر کی ہے

شربت نہ دیں نہ دیں تو کرے بات لطف سے
یہ شہد ہو تو پھر کسے پروا شکر کی ہے

احمد رضا تمہارے بخت پر کون ناز نہ کرے، تمہارے جگر کی پیاس کوشہ والا کی عطاؤں کے چھینٹے بجھاتے ہیں، تمہارے لبوں کے ساتھ محبوب رب العالمین کے تلووں کا دھوون لگتے ہوئے دیکھ کر بادشاہ بھی رشک کرتے ہیں! احمد رضا! تمہارے محبوب حریر و پرنیاں پر چلنے کی بجائے خلد و فردوس اور لامکان و لازمان کی نور پوش وادیوں میں گامزن ہوتے ہیں۔ تمہارے قلم پر قربان، تمہاری زبان پر فدا، تمہاری فکر پر تصدق، تمہارے آہنگ پر نثار، تم نے کتنے عظیم اور کتنے حسین محبوب کا انتخاب کیا ہے۔ کہتے ہیں سورج کی روشنی بند کمروں میں داخل ہو جاتی ہے احمد رضا! تم پابہ خلوت رہے۔ خانہ بند زندگی بسر کی ہے لیکن یہ تمہارے محبوب کا اعجازِ حسن ہے کہ وہ خلوت کو رشکِ جلوت اور ذروں کو رشکِ مہر و ماہ بنا دیتا ہے۔ اب سمجھ پڑتی ہے کہ تاریخ کے ظالمانہ سلوک کے باوجود تم زندہ کیوں ہو، تمہاری بریلی اتنی میٹھی کیوں ہے، تمہارا نام اتنے احترام سے کیوں لیا جاتا ہے۔ تم جس سمت گئے ہو کیوں سکے بٹھا دیئے ہیں اس لئے کہ تم نے زندہ محبوب کا انتخاب کیا ہے۔ قسم حسن و جمال کی! کہ وہ، وہ ہے اس سے جو ملا، اس کا جو ہوا، اس سے جس نے نسبت جوڑی، اس نے حیاتِ طیبہ کے بحرنا پیدا کنار سے وہ آب حیات پی لیا کہ تاریخ کے بے مہر جھونکے اس کو نہ دبا سکے ہیں نہ مٹا سکے ہیں۔ جس نے زندہ مثال دیکھنی ہو وہ بریلی کے احمد رضا کو دیکھ لے۔ ایسا لگتا ہے وہ غنچہ بہ غنچہ، کو بہ کو، رو برو اور محفل بہ محفل، جہت بہ جہت، خانہ بہ خانہ اور مسجد بہ مسجد خود ہی روشنیوں کو لے کر خوشبوئیں چرا کر کسی کے روئے تاباں کا تصور کر کے لحہ بہ لحہ خود ہی پڑھ رہا ہے۔

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

کسی حسین شاہکار کو دیکھنے کے دو طریقے ہیں، ایک قریب ہو کر دیکھنا اور خوب دیکھنا اور دوسرا ذرا فاصلے سے دیکھنا احمد رضا کو بھی دونوں طریقوں سے دیکھا جا سکتا

ہے۔قریب سے بھی اور ذرا فاصلے سے بھی۔لیکن مشکل یہ ہے کہ احمد رضا کو قریب سے دیکھنے میں آنکھیں چندھیا جاتی ہیں۔اتنی روشنی، اتنا پیار، اتنی خوشبو، اتنی عطا، اتنی نوازشیں اور اتنا خلوص کہ دیکھنے والے کو اپنی تنگیِ داماں کا احساس شدت سے اپنی گرفت میں لے لیتا ہے اور شاید کچھ لوگوں کے لئے اس لئے بھی یہ مرحلہ تلخ ہو کہ احمد رضا کسی کو اس کا اپنا نہیں چھوڑتے وہ توڑ کر، مروڑ کر، چیر کر، پھاڑ کر ایک نئے نمونے کا، ایک نئی ڈھب کا انسان تیار کرتے ہیں۔ ایسا انسان جس کا کچھ بھی اپنا نہ ہو، سب کچھ وہ احمد رضا کے محبوب ﷺ کے ہاتھ بیچ دے اور پھر وہ جو چاہیں وہ وہی نظر آئے، اگر کسی کو شک ہو تو وہ احمد رضا کے قرب میں بیٹھنے والے عبدالعلیم صدیقی کو، ضیاء الدین احمد مدنی کو دیکھ لے، یہ کسی سنگ تراش کی صحبت میں نہیں بنے بلکہ عبدالمصطفیٰ کے ذوقِ تربیت نے ان کو پالا ہے۔

وہ دور ہوں تو بجا ترکِ دوستی کا خیال
وہ پاس ہوں تو کہاں اختیار اپنا ہے!

احمد رضا کو ذرا فاصلے سے دیکھیں تو بھی ماننا پڑتا ہے کہ اگر وہ رب العالمین کے تائید اور فضل یافتہ نہ ہوتے تو، تیرہ سو کتابیں، یادگارِ عشق و آگہی نہ رہتیں۔ پچاس سے زیادہ علوم و فنون کے نئے سے نئے دریچے وا نہ فرماتے۔ شعر و ادب میں معرکے بپا نہ فرماتے، تحریر و مناظرہ میں ان کے معاصران کے سامنے طفلِ مکتب دکھائی نہ دیتے۔ تدریس و بیان میں حسن بصری و ماتریدی کی یادیں تازہ نہ ہوتیں۔ ذہانت و جودت کے سامنے دانش کدوں میں بیٹھنے والے اپنے چراغوں کو گل نہ کر دیتے۔

اس انتہائے قرب نے دھندلا دیا تجھے
کچھ دور جاکے دیکھ سکوں تیرا بانکپن

انسان جب بھی ''انسانِ نو'' کی تلاش میں نکلے گا، اذہان جب بھی ''آدمِ نو'' کا تصور ذہن میں سجائیں گے، تصورات جب بھی ''پیکرِ حسن'' کی جستجو لے کر دماغ کے پردوں میں گھومیں گے اور ''نقوشِ وفا'' کو جب بھی کسی پائیدار ''لوحِ قلب'' کی ضرورت محسوس ہوگی اسے تاریخ انسانیت بڑے غور سے پڑھنی ہوگی اور یہ حقیقت مسلمہ ہے کہ تاریخ آدم میں عظمت و خوبی اور کامیابی و کامرانی کبھی بھی کسی ریاکار، شہرت پسند، بدخو، تغافل شعار، تساہل پسند انسان کا مقدر نہیں بنی۔ تاریخی عظمتیں مخلص، وفا شعار اور محنت پسند شخصیتوں کا زیور بنا کرتی ہیں۔''احمد رضا'' آغوشِ مادر سے لیکر مکتبِ پدر تک، عفتِ کم سنی سے لے کر شعورِ شباب تک اور تنگِ تعلیم سے لے کر تازِ تدریس تک، افتاءِ تحقیق سے لے کر جنونِ ادراک تک، روحِ ایقان سے لے کر راحتِ ایمان تک اور ترقیق اخلاق سے لے کر صبرِ نظر تک؛ ایک مخلص، خدا پرست، محنت پسند اور اخلاق آفرین مفکر دکھائی دیتے ہیں۔آپ کا نام محبت اور اخلاص کا ایک خوبصورت استعارہ بن جاتا ہے۔آپ کا سینہ ایک لازوال غم کے سرچشمہ کی حیثیت اختیار کر جاتا ہے۔آپ کی زندگی کی اٹل روش، دوٹوک فیصلے ایک خاموش طوفان اٹھا دیتے

ہیں جو دیکھتے ہی دیکھتے عالم انسانیت کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔ احمد رضا انیسویں صدی میں وہ حق کی آواز بن کر ابھرتے ہیں کہ باطل باطنوں کی تمام فسوں سازیاں دم توڑ جاتی ہیں پھر احمد رضا ملک سخن ہی میں نہیں، ملک خدا میں جس سمت بڑھتے ہیں سکے بٹھا دیتے ہیں۔ کیوں نہ ہو احمد رضا جس سیڑھی پر چڑھ کر بلندیوں کی انتہا تک پہنچتے ہیں وہ انہیں اس سرکار ﷺ سے ملتی ہے جن کی رسائیاں اس مالک الملک جل جلالہ تک ہیں جس کی قدرت میں ذرہ بھر شک نہیں ۔

اتنا عجب بلندیِ جنت پہ کس لیے
دیکھا نہیں کہ بھیک یہ کس اونچے گھر کی ہے

یادیں بڑی عجب چیز ہیں۔ نیند کی طرح یہ سولی پر بھی آجاتی ہیں۔ انہیں پکڑنا چاہو تو ہولے سے حریم ذہن سے اتر جاتی ہیں اور انہیں دفنانا چاہو تو زندہ پیکر بن کر بھی باتیں کرتی ہیں۔ کبھی ناز کی اور کبھی نیاز کی اور کبھی ایسے بھی ہوتا ہے کہ یہ ظالم الجھ پڑتی ہیں، مار پٹائی دھینگا مشتی سے چمنِ راحت کو خرابۂ ویران میں بدل دیتی ہیں۔ احمد رضا کا معاملہ بھی دوطرحی ہے وہ یاد بھی آتے ہیں اور کبھی ذہن سے اتر بھی جاتے ہیں۔ کیا کیا جائے ذہن ہے یہ بھولتا بھی ہے اور یاد بھی رکھتا ہے۔ یہ یاد رکھنے اور بھولنے کا عمل احمد رضا کے دوستوں اور دشمنوں سبھی کو میسر ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ''احمد رضا'' کے دشمن وہ ہیں جو ان کے محبوب ﷺ کو پسند نہیں کرتے وہ جب حبیب کردگار ﷺ کو سب و شتم کرتے ہیں ''احمد رضا'' انہیں بھاری سی باتیں سنا کر ان کے ذہن میں اپنی یاد تازہ کر لیتے ہیں۔ پھر وہ احمد رضا کو خوب کوستے ہیں تو احمد رضا بہت خوش ہوتے ہیں کہ چلو ان کے محبوب کو یہ کچھ نہ کہیں، احمد رضا کو جتنی چاہیں گالیاں دے لیں۔

صاحبو......! گویا احمد رضا کے دشمنوں کے لئے بھی ''احمد رضا'' کو بھولنا دین کے حق میں بہتر نہ ہوگا۔ رہا معاملہ دوستوں کا تو انہیں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ان کا احمد رضا کتنا عظیم تھا کہ اس نے انہیں اپنی یاد کا درس نہ دیا بلکہ اپنی ذات کو اپنے محبوب کے حرم میں اس قدر بے وقعت پیش کیا کہ ذہنوں پر احمد رضا کے محبوب ﷺ چھا گئے اور روحیں گنگنانے لگیں

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضاؔ
تجھ سے کتے ہزار پھرتے ہیں

یہ بات اگرچہ وزن رکھتی ہے کہ وسیع علم اور عمیق فکر سے بلند شخصیتیں اپنے اپنے زمانوں میں معاصر لوگوں کے درمیان اپنا تفرد قائم کرتی ہیں لیکن اس سے بھی زیادہ وزنی بات یہ ہے کہ حسین افکار اور سچے علم کو جب تک اظہار وابلاغ کا لبادہ میسر نہ آئے وہ بے پھل رہتے ہیں۔ قرآن حکیم دراصل ''سورۂ رحمٰن'' میں اسی بیان کو ''حسنِ انسان'' کا عنوان بنا کر پیش کرتا ہے۔ اظہار اور ابلاغ کے لئے زندہ خطبے، بلند آہنگ شعر اور خوبصورت تحریریں وسیلے کا کام دیتی ہیں۔ احمد رضا اس وظیفۂ حیات سے غافل نہیں تھے ان کی بعض مدون تقریریں اور محرابی خطبوں سے ان کی

شانِ خطابت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ وہ شخص جس کا ایک ایک فی البدیہہ خطبہ لازوال کتاب بن جائے، ایسی کتاب جس کے ایک حرف کو بھی احمد رضا کے دشمن مقدم اور مؤخر نہ کر سکیں۔ دل میں اس خیال کو ابھارتا ہے کہ ''احمد رضا'' کے دوستوں نے اس کے دور میں اس سے وفا نہیں کی۔ معاف کیجئے......! یہ بہت ثقیل ضرب ہوگی اگر یہ کہہ دیا جائے کہ ان کی کتابوں اور خطبوں کی نایافت ''تاریخ علم'' کے ساتھ نہایت قاہرانہ اور ظالمانہ زیادتی ہے۔ احمد رضا کی باتوں میں الفاظ کا دروبست بتاتا ہے کہ وہ طبیعتوں میں کھب جانے کا انداز خوب جانتے تھے، اندازہ نہ ہو تو قرآن مجید کی رضوی ترجمانی دیکھئے، ان کے محرابی خطبات پڑھیے۔ تاثر اور تاثیر کی گویا آبشاریں گر رہی ہوں۔ طبیعت، دماغ اور دل جیسے انہیں کسی نے قدم لگا دیئے ہوں۔

احمد رضا کے ابلاغ کا اصل میدان ان کی شعر گوئی اور نثری تحریریں ہیں۔ شعری مزاج سے اگر اتنی زیادہ واقفیت نہ بھی ہو تو موٹی سے موٹی بات ضرور کہی جا سکتی ہے کہ شعر کہنے کے لئے بڑھاپے میں بھی جوانی کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ یہاں خواجہ میر دردؔ بھی ہوں تو محبوباؤں کی شوخیوں اور محبوبیوں کو دیکھ کر جنت فردوس کے مزے بھول جاتے ہیں۔ اقبالؔ کی تہہ در تہہ شاعری کے عمیق فکری پردوں میں بھی بعض اوقات کوئی ''عشوۂ ناز'' آ کر چھپ جاتی ہے برا نہ مانیئے کبھی چور غلاف کعبہ میں بھی آ کر چھپ جاتے ہیں۔ میں علامہ مشرقیؔ کی طرح شعر کو درماندگیوں کی وقتی تجسیم اور غفلتوں کے جہاں نما جام اور شہوات و لذات کے پرہنگام طبل قرار نہیں دیتا۔ تاہم پھر بھی یہ ضرور کہوں گا کہ شاعری میں متنبیؔ سے لے کر امرالقیسؔ تک، غالبؔ سے اقبالؔ تک، حافظؔ سے سعدیؔ تک، وارثؔ شاہ سے میاںؔ صاحب تک، سلمٰی، سلیمہ، ربیعہ، لیلیٰ، طاہرہ، قرۃ العین، سوہنی، بدر جمال اور شیریں کہیں نہ کہیں سے آ ٹپکتی ہیں لیکن احمد رضا عجب شاعر ہے وہ بھی اور اس کا مکتبِ عشق بھی شعر و سخن کیلئے جوانی ڈھونڈتے ہیں لیکن اس کا مطمع نظر کچھ اور ہوتا ہے۔

ثنائے سرورِ کونین میں اتنا اثر دیکھا
میری پیری زلیخا کی جوانی ہوتی جاتی ہے

یاد پڑتا ہے، کبھی پنجاب کے کسی دیہات میں ''قصیدۂ غوثیہ'' کا ایک شعر پڑھا تھا ایک دیہاتی جھوم اٹھا اور کہنے لگا ''شاہ جی چھوڑا یہ شاعری نہیں کج ہور ہی گل اے!'' صاحبو! احمد رضا کو پڑھ کر، ان کی مبصر شاعری کو دیکھ کر، ان کی آہوں کراہوں کے ساز مضراب کو سن کر اور ان کے جذبوں کے ہبوط کو محسوس کر کے دل کہتا ہے ''شاہ جی چھوڑا یہہ شاعری نہیں کچھ ہور گل اے!

احمد رضا کی شاعری تقدس، طہارت جذبوں، نیک ارادوں، تگ و تاز اور عشقِ رسول کی ایک لازوال تاریخ ہے۔ احوال امت مسلمہ کی یخ بستہ راتوں اور مادہ زدہ دنوں کو احمد رضا، عشقِ رسول کی انگیٹھی سے گرماتے رہیں گے۔ احمد رضا کی شاعری اب ''لوحِ محفوظ'' کی جھلک ہو کر تابندگی حاصل کر چکی ہے۔ اس لئے کہ اس کے

حرف حرف میں میٹھے نبی کے پیارے نام کی جگمگاتی روشنیاں شامل ہو چکی ہیں۔ رہا معاملہ ان کی تحریروں کا، نگارشات کا اور تحقیقات انیقات کا تو ناموس رسالت کے تحفظی آہنگ نے انہیں بھی آسمانی سرمایہ بنا دیا ہے۔ مولانا روم نے اپنی ایک تمثیلی حکایت میں کہا تھا کہ مجنوں سے کسی نے پوچھا تم صحرا میں کیا لکھ رہے ہو اس نے کہا تھا ''نامِ لیلیٰ'' کی مشق کر رہا ہوں۔ احمد رضا کی تحریریں کیا ہیں ''نام محمد ﷺ'' کی ریاضت ہیں اسی ریاضت کی مستی نے احمد رضا کو قلم دوات تھمادی اور پھر وہ تادم وصال اسی ریاضت میں مشغول رہے مدح وستائش کی پروا نہ ذم وتذمیم کی شکستگی۔ بس محبوب کی نعتیں اور محبوب کی باتیں لکھتے جا رہے ہیں اور تاریخِ محبت بنتی جا رہی ہے۔

عصر حاضر میں جب کہ مادیت کا پیٹ پھیلتا جا رہا ہے اور روحانیت کا سینہ سکڑتا جا رہا ہے، کیا ہرج ہے ''سکونِ دل'' کی دولت کے نکتۂ نظر سے بھی دیکھ لیا جائے کہ علم والوں پر کیا گزرتی ہے، دولت دار کیا کر رہے ہیں، محفل سراؤں میں بسنے والے اس رحمت خداداد سے کس قدر متلذذ ہو رہے ہیں۔ قلم ودوات کی دنیا میں رہنے والے ''حروفِ رحمانی'' کی کائنات سے اطمینان کے شہد سے کتنے شیریں کام ہو رہے ہیں۔ خیال رہے یہ دولت انسان کے خارج سے نہیں داخل سے ابھرتی ہے۔ اس کا معطی بلا واسطہ رب الجلیل ہے مطمئن ہمیشہ وہ شخص ہوتا ہے جو اپنے دل کا ظرف وسیع کر لیتا ہے اور نور کی دہلیز پر حقیقتاً سائل بن جاتا ہے۔ پھر نور کی سرکار اس کو اتنا عطا کر دیتی ہے کہ وہ حامل اطمینان ہی نہیں رہتا بلکہ اطمینان آفرین بھی بن جاتا ہے۔ احمد رضا کے احوال گو کہتے ہیں کہ بن دیکھے سینکڑوں کتابوں کا حوالہ دے دیتے تھے۔ آخری عمر میں دیکھا گیا کہ آپ لائبریری سے بے نیاز رہتے۔ ان کی ساری زندگی ایک کمرے سے مسجد تک گزری لیکن اس حسنِ ساز اور تاریخ آفریں سفر نے نجانے انہیں اتنا مطمئن کیوں کر دیا اور پھر یہ کہ اطمینان اور سکون کے بغیر بھی لکھا نہیں جاتا یقیناً اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے اپنے دل کو کشکول بنا لیا تھا جو ہمہ دم جان کائنات ﷺ سے حسن واطمینان کی خیرات لینے کے لئے تیار رہتا اور وہ بھی انہیں ایسا عطا فرماتے، احمد رضا گو ان کی ہر نسبت کا احترام کرتے لیکن ان کے سوا وہ کسی کی پرواہ ہی نہیں کرتے۔ یہ شعر نہیں منشور حیات ہے، مطمئن زندگی کے آبِ حیات تک رسائی کا وسیلہ ہے وقت ہو تو اسے ضرور پڑھیئے۔ ضرور گنگنائیے اور اس مسلک کو ضرور اپنائیے۔

............آخر میں سلام کہتا ہوں

............سلام لکھتا ہوں

............احمد رضا کے نام

............احمد رضا کے آفاق گیر کلام کے نام

............کام کے نام، اور......نام کے نام

احمد رضا کائنات کی زندہ حقیقتیں تیرے محبوب اور تیرے عشق کا اعتراف ہیں۔

☆☆☆

مصر میں رضویات

از: الدکتور حازم محمد احمد عبد الرحیم المحفوظ
(استاذ: جامعۃ الازہر شریف، قاہرہ، مصر)

حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی کی شخصیت مصر کے دینی اور علمی حلقوں کی معروف شخصیت بن گئی ہے۔ کیونکہ ان کے بارے میں سرزمین قاہرہ پر کئی علمی تخلیقات منظر عام پر آچکی ہیں۔ یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ مولانا احمد رضا خان بریلوی کے بارے میں منظر عام پر آنے والی علمی تخلیقات اگرچہ چند سال پہلے شروع ہوئی ہیں، لیکن یہ سب کتب ہمہ جہت ہیں۔ ہم نے ان کاوشوں کو یونیورسٹیوں کے تحقیقی مقالات، مضامین تحسین، عربی قصائد، یونیورسٹی کے نصاب اور مراسلات کی شکل میں دیکھا ہے، میں اردو دان قارئین کے سامنے ایک فہرست پیش کرتا ہوں تاکہ ان کے سامنے واضح ہو کہ مصر میں اہل علم نے رضویات کا کتنا اہتمام کیا ہے۔

اول: یونیورسٹیوں کے تحقیقی مقالات:

(۱) ''امام احمد رضا اور فقہ حنفی میں ان کا اثر''
(از مشتاق احمد شاہ، پاکستانی، مقالہ ایم فل)

(۲) ''مولانا احمد رضا خان بریلوی ہندی بحیثیت عربی شاعر''، (از ممتاز احمد سدیدی، پاکستانی، مقالہ ایم فل)

دوم: علمی کتب:

(۱) **بساتین الغفران**
(ترتیب وتدوین پروفیسر حازم محمد محفوظ)

(۲) **الدراسات الرضویہ فی مصر العربیہ**
''مصر میں رضویات'' (پروفیسر حازم محمد محفوظ)

(۳) امام احمد رضا خان والعالم العربی
''امام احمد رضا خان اور عالم عرب''
(پروفیسر حازم محمد محفوظ)

(۴) بساتین الغفران کے مقدمے کا ترجمہ
(تحریر پروفیسر حازم، ترجمہ حمزہ شرف قادری)

(۵) الامام احمد رضا خان فی الصحافة المصریة ''امام احمد رضا خان مصری صحافت میں''
(حازم محفوظ و نبیلہ اسحاق چودھری)

(۶) اقامة القیامة علی طاعن القیام النبی تھامه
''نبی ﷺ کے لئے قیام پر طعن کرنے والے پر قیامت''
(از: امام احمد رضا خان، عربی ترجمہ، ممتاز احمد سدیدی)

(۷) المنظومة السلامية فی مدح خیر البریة
''سلام رضا کا عربی ترجمہ مع تعارف امام احمد رضا بریلوی، اردو سے عربی ترجمہ، حازم محمد محفوظ، شرح و عربی نظم'' (ڈاکٹر حسین مجیب المصری)

سوم: زیر تکمیل:

(۱) الامام احمد رضا بین نقاد الأدب فی مصر الأزهر ''امام احمد رضا مصری ادباء اور ناقدین کی نظر میں''
ترتیب و تدوین حازم محمد محفوظ

(۳) ''اقبال اور احمد رضا'' (حازم محمد محفوظ)

(۴) امام احمد رضا خان اور عربی زبان
(نبیلہ اسحاق چودھری)

چہارم: علمی مقالات:

(۱) مدرسه بریلی الإسلامیه الفکریة
''بریلی کا اسلامی مکتب فکر'' (پروفیسر حازم محمد محفوظ)

(۲) احمد رضا خان مصباح هندی بلسان عربی
''احمد رضا خان ہندی چراغ، بزبان عربی''
(ڈاکٹر رزق مرسی ابوالعباس)

(۳) مولانا احمد رضاخان واللغة العربیة
''مولانا احمد رضا خان اور عربی زبان''
(ڈاکٹر حسین مجیب المصری)

(۴) وجه الحاجة إلی دراسة مولانا احمد رضا خان ''رضویات کی ضرورت و اہمیت''
(پروفیسر ڈاکٹر حسین مجیب المصری)

(۵) شیخ العلماء الامام محمد احمد رضاخان
(پروفیسر ڈاکٹر محمد المنعم خفاجی)

(۶) القاب مولانا الإمام عند علماء العرب
''علماء عرب کے ہاں امام احمد رضا کے القاب''
(حازم محمد محفوظ)

(۷) اردو نعت گوئی کے امام، امام احمد رضا خان بریلوی
(پروفیسر ڈاکٹر نجیب الدین جمال)

(۸) الصوفی الکبیر الإمام احمد رضا خان قادری
''عظیم صوفی امام احمد رضا خان''
(ممتاز احمد سدیدی)

☆☆☆

(۹) الامام الفقیه أحمد رضا خان البریلوی
''فقہ کے امام احمد رضا خان حنفی بریلوی''
(علامہ محمودہ جیرۃ اللہ)

(۱۰) موقف اقبال واحمد رضا خان من اقامة دولة باکستان ''مملکت پاکستان کے قیام کے بارے میں علامہ اقبال اور مولانا احمد رضا خان کا مؤقف'' (ثناء اللہ)

(۱۱) مصرفی ادب احمد رضا خان
''مصر تخلیقات احمد رضا میں'' (پروفیسر حازم محمد محفوظ)

پنجم: قصائد

(۱) احمد رضا عرب و عجم کے قطب
(محمد احمد محفوظ)

(۲) مولانا احمد رضا خان کی خدمت میں
(پروفیسر ڈاکٹر حسین مجیب المصری)

(۳) مولانا احمد رضا خان کی یاد میں
(پروفیسر ڈاکٹر حسین مجیب المصری)

ششم: جامعۃ الازہر کے سلیبس میں

(۱) مولانا احمد رضا خان اور ان کا مشہور عالم نعتیہ سلام

ہفتم: اخباری مضامین:

(۱) احمد رضا خان البریلوی الهندی شیخ مشائخ التصوف الاسلامی واعظم شعراء المدیح النبوی (علی صاحبها الصلوٰة والسلام) ''نعت رسول کے عظیم شاعر اور مشائخ طریقت کے سرتاج احمد رضا خان'' (پروفیسر حازم محمد محفوظ)

(۲) مولانا احمد رضا خان کما عرفته
''مولانا احمد رضا خان میری نظر میں''
ڈاکٹر حسین مجیب مصری

(۳) حقیقة الامام احمدرضا
(امام احمد رضا خان اور ان کا حقیقی مقام)
(پروفیسر حازم محمد محفوظ)

(۴) الامام احمد رضا خان علم اسلامی کبیر
''امام احمد رضا خان عظیم اسلامی رہنما''
(جناب محمد احمد محفوظ)

(۵) امام العرب والعجم مولانا احمد رضا خان البریلوی ''عرب وعجم کے امام مولانا احمد رضا خان'' (پروفیسر نبیلہ اسحاق چودھری)

ہشتم: مراسلات:

(۱) امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۹۹ء کے لئے ایک پیغام
(پروفیسر ڈاکٹر حسین مجیب المصری)

(۲) امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۹۹ء کے لئے ایک پیغام
(پروفیسر حازم محمد محفوظ)

اتحاد بین العلماء اہلسنت

تعلیمات رضا کی روشنی میں

(۱۰/نکاتی فارمولا)

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری
شعبۂ ارضیات، جامعہ کراچی

مسلمانوں میں آپس میں اتحاد و اتفاق کی ضرورت اور اہمیت کو کبھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ سب جانتے ہیں کہ اتحاد و اتفاق میں یقیناً فائدے ہیں پھر کیا وجہ ہے ہم آج اس اتحاد کی اعلیٰ مثال پیش نہیں کر پا رہے ہیں اور چھوٹے چھوٹے گروپ میں تقسیم در تقسیم ہوتے چلے جا رہے ہیں جس کا نتیجہ یہ سامنے آ رہا ہے کہ اغیار ہمارے بھولے بھالے عوام اہلسنت کو آسانی سے اپنی جماعت میں لے جاتے ہیں اور بہت جلد ان کو ۳/دن اور پھر چالیس دنوں کے چلّوں کا عادی بنا دیتے ہیں اور یہ شخص پلک جھپکنے میں اتنا بدل جاتا ہے کہ اب اس کو ہر عمل بدعت ہی بدعت نظر آتا ہے اور پھر وہ نہ ہماری بات پر کان دھرتا ہے اور نہ ہمارے دلائل اس کو متاثر کر پاتے ہیں۔ زیادہ بات کرنے پر وہ یہ کہہ کر ٹال دیتا ہے کہ اب ہم اپنے امیر کی بات کو نہیں ٹال سکتے۔ ذرا غور کریں کہ یہ شخص کس طرح اپنے امیر کی بات کو اہمیت دے رہا ہے جو نہ عالم ہے نہ فاضل، مگر اس کے دل میں ایک بات نقش کر دی گئی کہ بس امیر کی بات حرف آخر ہے اور یہی نجات کی راہ ہے۔ اے کاش ہمارے علماء مشائخ اپنے اپنے قرب و جوار کے عوام الناس کو اپنا ایسا ہی گرویدہ کریں اور اور اس کے دل میں امیر کی اہمیت اجاگر کریں اور اپنے کردار سے اس کے قلب میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے محبت اور اطاعت کا نقش ثبت کر دیں۔

اتحاد بین العلماء اہلسنت کی ضرورت آج کے دور میں بہت زیادہ ضروری ہوگئی ہے اس سلسلے میں اگرچہ

چیدہ چیدہ مقامات پر کسی نہ کسی نوعیت کی کوششیں جاری ہیں لیکن ابھی تک مکمل کامیابی کہ آثار نظر نہیں آرہے ہیں۔ بہت ممکن ہے کہ اتحاد نہ ہونے کی اصل وجوہات ہی تلاش نہ کی گئی ہوں اور اگر وجوہات کی نشاندہی کر بھی دی گئی ہو تو اس کے عملی نفاذ کے پہلوؤں کو تلاش نہ کیا جاسکا ہو۔ آیئے قرآن کی آیت کریمہ:

فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون ٥

سے افادہ کرتے ہوئے علماء اہلسنت کے متفق امام الہمام امام احمد رضا خان قادری برکاتی محدث بریلوی قدس سرہ العزیز سے اپنی اس مشکل کا حل طلب کریں۔

امام احمد رضا خان محدث بریلوی کو ۱۳۳۰ھ میں انجمن نعمانیہ لاہور (قائم شدہ ۱۸۸۷ء) کے صدر ثانی مولانا شاہ محرم علی چشتی (المتوفی ۱۹۳۴ء) نے لاہور سے ایک استفتا بریلی شریف کے دارالافتا (قائم شدہ ۱۲۴۶ھ/ ۱۸۳۱ء) میں امام احمد رضا کے نام روانہ کیا جو اپنے زمانے میں مرجع خلائق تھے۔ اس استفتا میں ۱۰ مختلف سوالات کے جوابات پوچھے گئے تھے۔ ان سوالوں میں ایک سوال اتحاد بین العلماء احناف سے متعلق تھا جس میں آپ سے یہ سوال کیا گیا تھا کہ:

''کیا جناب کی رائے میں حنیف حنفیوں کا کوئی مجموعی مرکز بنانے اور ان کو تقویت دینے کی ضرورت ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو اس کی کیا تدبیر اور سامان جناب کے خیال میں ہیں''

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۲، ص ۱۲۹، مطبوعہ انڈیا)

امام احمد رضا خان محدث بریلوی نے اس استفتاء میں شامل تمام سوالات کا بہت تفصیل سے جواب دیا ہے اور مذکورہ سوال کا بھی بھرپور جواب تحریر فرمایا ہے۔ اگر اس تفصیلی جواب کا اہلسنت و جماعت کے تمام علماء و مشائخ مطالع کریں اور سنجیدگی سے اس پر غور کریں تو یہ فتویٰ یا جواب اہلسنت و جماعت کے درمیان اتحاد کے سلسلے میں ایک جامع دستاویز ہوسکتا ہے۔ یہاں اختصار کے ساتھ چند اقتباسات پیش کئے جارہے ہیں تفصیل کے لئے فتاویٰ رضویہ کی جلد ۱۲ میں صفحہ ۱۲۸ تا ۱۴۱ مطالعہ کیا جائے۔

امام احمد رضا نے سوال کا پہلے تجزیہ فرمایا اور وجوہات بتائیں کہ اتحاد علمائے اہلسنت میں کیا رکاوٹیں ہیں اس نشاندہی کے بعد نسخۂ کیمیا تجویز کیا اور آخر میں عملی تجاویز پیش فرمائیں۔ چنانچہ آپ نے سب سے پہلے اتحاد بین العلماء احناف کی ضرورت کو سامنے رکھتے ہوئے تین وجوہات کی نشاندھی فرمائی، آپ لکھتے ہیں:

''خالص اہلسنت کی ایک قوتِ اجتماعی کی لازمی ضرورت ہے مگر اس کے لئے تین چیزوں کی سخت حاجت ہے:

۱- امراء کا اتفاق لوجہ الخلاق

۲- علماء کا اتفاق

۳- تحمل شاق قدر بالطاق

امام احمد رضا پھران تینوں کی وضاحت فرماتے ہیں:

یہاں یہ سب مفقود ہیں انا اللّٰہ و انا الیہ راجعون

۱- ہمارے اغنیائ نام چاہتے ہیں۔ معصیت (غیر شرعی کام) بلکہ صریح ضلالت میں ہزاروں اڑادیں، تقاضہ کیجئے تو جھگڑیں اور ڈھیل دیجئے تو سور ہیں۔

۲- علماء کی یہ حالت کہ رئیسوں سے بڑھ کر آرام طلب ہیں، حمایتِ مذہب کے نام سے گھبراتے ہیں جو بندہ خادم (پرخلوص دین کی خدمت کرنے والا) اپنی جان اس پر وقف کرے اسے احمق بلکہ مفسد سمجھتے ہیں۔ مداہنت ان کے دلوں میں پیری ہوئی ہے۔

۳- اتفاق علماء کا یہ حال کہ حسد کا بازار گرم، ایک کا نام جھوٹوں بھی مشہور ہوا تو بتھرے سچے اس کے مخالف ہوگئے۔ اس کی توہین وتشنیع میں گمراہوں کے ہم زبان بنے کہ "ہیں" لوگ اسے پوچھتے ہیں اور ہمیں نہیں پوچھتے۔

امام احمد رضا ان تینوں امر کی نشاندہی فرمانے کے بعد: ں کا حل پیش کرنے کے ساتھ ساتھ اس سلسلے میں عملی نمونہ بھی پیش فرماتے ہیں۔ یہ اتحاد بین العلماء اس وقت ہی ممکن ہے جب تمام علماء و مشائخ امام احمد رضا کے پیش کردہ تجاویز کا عملی نمونہ بن جائیں آپ اس سلسلے میں رقمطراز ہیں:

"فقیر (احمد رضا) میں لاکھوں عیب ہیں مگر بحمدہٖ تعالیٰ میرے رب نے مجھے حسد سے بالکل پاک رکھا ہے۔ اپنے سے جسے زیادہ پایا اگر دنیا کے مال ومنال میں زیادہ ہے، قلب نے اندر سے اسے حقیر جانا پھر حسد کیا؟

اور اگر دینی شرف وافضال میں زیادہ ہے، اس کی دست بوسی اور قدم بوسی کو اپنا فخر جانا پھر حسد کیا؟ اپنے معظم بابرکت پر۔

اپنے میں جسے حمایت دین پر دیکھا، اس کے نشر وفضائل اور خلق کو اس کی طرف مائل کرنے میں تحریراً وتقریراً ساعی رہا اس کے لئے عمدہ القاب وضع کر کے شائع کیئے جس پر میری کتاب المعتمد المستند وغیرہ شاھد ہیں"

اس حوالے کے علاوہ امام احمد رضا نے "الاستمداد" میں ایک منظور دعا تحریر فرمائی جس میں اپنے شاگردوں اور خلفا کو اچھے اچھے القابات کے ساتھ ذکر کیا ہے یہاں صرف چند اشعار ملاحظہ کریں ۔

ترے رضا پر تری رضا ہو
اس سے غضب تھراتے یہ ہیں

بلکہ رضا کے شاگردوں کا
نام لیتے گھبراتے یہ ہیں

امام احمد رضا آگے چل کر مزید رقمطراز ہیں:

"حسد شہرت طلبی سے پیدا ہوتا ہے اور میرے رب کریم کے وجہ کریم کے لئے حمد ہے کہ میں

نے کبھی اس کے لئے خواہش نہ کی بلکہ ہمیشہ اس سے نفور (نفرت) اور گوشہ گزینی (دُوری) کا دلدادہ رہا''

امام احمد رضا نے آخر میں پورے معاشرہ کی بگڑتی ہوئی حالت کو سنبھالا دینے کے لئے چند بنیادی تجاویز تحریر فرمائی ہیں جو میں سمجھتا ہوں کہ دور حاضر میں اگر جماعت اہلسنت کے علماء مشائخ ان تجاویز کو اپنالیں تو مستقبل میں وہ آپس میں اتحاد قائم رکھنے میں یقیناً کامیاب ہوں گے اور بہت ممکن ہے یہ تجاویزات ہمارے اندر تنظیم نو کا جوھر پیدا کردیں۔ آیئے امام احمد رضا کی ان تجاویز سے افادہ کریں آپ رقمطراز ہیں:

''بڑی کمی امراء کی بے توجہی اور روپے کی ناداری ہے، حدیث کا ارشاد صادق آیا کہ:

''وہ زمانہ آنے والا ہے کہ دین کا کام بھی بے روپے کے نہ چلے گا''

کوئی باقاعدہ عالی شان مدرسہ تو آپ کے ہاتھ میں نہیں، کوئی اخبار پرچہ آپ کے یہاں (معیاری) نہیں، مدرسین، واعظین، مناظرین، مصنفین کی کثرت بقدر حاجت آپ کے پاس نہیں۔ جو کچھ کرسکتے ہیں فارغ البال نہیں، جو فارغ البال ہیں وہ اہل نہیں، بعض نے خونِ جگر کھا کر تصانیف کیں تو چھپیں کہاں سے، کسی طرح سے چھپا تو اشاعت کیونکر ہو، دیوان نہیں، ناول نہیں کہ ہمارے بھائی دو آنے کی چیز کا ایک روپیہ دے کر شوق سے خریدیں روپیہ وافر ہوا تو ممکن ہے یہ سب شکایات رفع ہوں۔

اب ملاحظہ کیجئے امام احمد رضا کا اتحاد بین العلماء اہلسنت کے سلسلے میں ۱۰ ارنکاتی فارمولا جو آج سے تقریباً ۹۵ سال قبل اتحاد بین العلماء احناف کے لئے دیا تھا مگر آج بھی اگر اس پر عمل کیا جائے تو اتحاد بین العلماء اہلسنت ممکن ہے:

اول: عظیم الشان مدارس کھولے جائیں اور باقاعدہ تعلیم ہو۔

ثانیاً: طلبہ کو وضائف ملیں کہ خواہی نخواہی گرویدہ ہوں.

ثالثاً: مدرسوں کی بیش قرار تنخواہیں ان کی کاروائیوں پر دی جائیں کہ لالچ سے جان توڑ کر کوشش کریں۔

رابعاً: طلبہ کی جانچ ہو، ان میں کچھ مدرسین بنائے جائیں کچھ واعظین، کچھ مصنفین، کچھ مناظرین

خامساً: جو ان میں تیار ہوتے جائیں تنخواہیں دے کر ملک میں پھیلائے جائیں۔ جب آپ کے اہل یوں ملک میں پھیلیں گے اس وقت کون ان کی قوت کا سامنا کرسکتا ہے۔

سادساً: حمایت مذہب، ردّ بدمذہبان میں مفید کتب و رسائل مصنفوں کو نذرانے دے کر تصنیف کرائے جائیں۔

سابعاً: تصنیف شدہ اور نوتصنیف رسائل عمدہ اور خوش خط

چھاپ کر ملک میں مفت تقسیم کیئے جائیں۔

سامناً: شہروں شہروں آپ کے سفیر (امیر) نگراں رہیں جہاں جس قسم کے واعظ، مناظر یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں۔

تاسعاً: جو ہم میں قابل کار موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں وظائف مقرر کر کے فارغ البال بنائے جائیں اور جس کام میں مہارت ہو لگائے جائیں۔

عاشراً: آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں

(فتاوی رضویہ، جلد ۱۲ رص ۱۳۳-۱۳۴، مطبوعہ انڈیا)

ہم اگر امام احمد رضا محدث بریلوی کے نصائح اور ان دس نکاتی فارمولے پر عمل کریں اور تمام اہلسنت و جماعت کے علماء و مشائخ سنجیدگی کے ساتھ اہلسنت کے مستقبل کے بارے میں سوچیں تو یقیناً ان تجاویز کی روشنی میں ایک ایسا لائحہ عمل تیار کیا جاسکتا ہے جس پر عمل پیرا ہو کر عوام اہلسنت و جماعت ایک مظبوط ملت کے طور پر سامنے آسکتے ہیں، جس کے آگے تمام بد مذہب خود ہی دم توڑ دیں گے۔سوال ذہن میں یہ آتا ہے کہ ان تجاویز کو کس طرح عملی جامع پہنایا جائے، کس طرح سے مقتدر علماء و مشائخ کو اکھٹا کیا جائے کس کو ان سب کے لئے رہبر و رہنما چنا جائے۔ اس سلسلے میں احقر کی سطور ملاحظہ کیجئے:

اول: سب سے پہلے یہ طے کر لیا جائے کہ جب بھی اس قسم کی کوشش کی جائے تو ان تمام حضرات میں اس شخص کو امیر اہلسنت تسلیم کیا جائے جس میں امام احمد رضا کی تعلیمات نمایاں ہوں جس کو آئینہ رضا کہا جائے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے فرمان کے مطابق وہ متقی ہو۔میری مقتدر علماء و مشائخ سے گزارش ہوگی کہ پاکستان سے چند ایسے نام اکھٹا کئے جائیں اور پھر ان چند میں سے ایک کا انتخاب کر لیا جائے اور پھر اس امیر اہلسنت پر سب اتفاق کریں.اور انتخاب امیر کا یہ معیار تمام درجوں میں ہو۔

مختصراً اس کے احوال مندرجہ ذیل ہوں:

(۱) تفصیلاً تعلیمات رضا سے واقف اور تعلیمات رضا کا عملی نمونہ ہو جو یقیناً نبی کریم ﷺ کی سیرت و کردار کا اعلیٰ نمونہ ہوگا۔

(۲) علم کے ساتھ ساتھ تقویٰ اعلیٰ درجہ کا ہو، دنیاوی سیاست سے اس کا کوئی تعلق نہ ہو

امام احمد رضا کو ہم سے رخصت ہوئے ۸۵ ربرس ہو چکے ہیں اگر وہ ہمارے درمیان ہوتے تو ہم اتنے بکھرے ہوئے نہ ہوتے لیکن کسی کو یہاں ہمیشہ نہیں رہنا کاش امام احمد رضا کو امام وقت، مجدد دین وملت تسلیم کرنے والے اور ان سے غایت درجہ محبت کرنے والے، مسلک اہلسنت کے فروغ اور بہترین مستقبل کے خاطر سب علماء و مشائخ ایک جان ہو جائیں تو ان شاء اللہ مستقبل ہمارا تابناک سے تابناک تر ہے۔

صدائے عالم ہے یاران نکتہ داں کیلئے

"ایک شام اپنے رضا کے نام"

امام احمد رضا کانفرنس ۲۰۰۲ء کراچی

فَاتَّبِعُونِی یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ
میری فرمانبرداری کرو اللہ تمہیں دوست رکھے گا (آل عمران)

زیرِ اہتمام: ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل

ناظر: حافظ محمد علی قادری

بزمِ علم وحکمت کے اعلیٰ ترین منصب "تفقہ فی الدین" پر فائز، گلستانِ معارف ایسا کہ علم وحکمت کے انواع واقسام کے پھول مہکتے نظر آئیں، علم کی قوس وقزح ایسی کہ جس میں سات (۷) نہیں بلکہ ستر (۷۰) رنگ دکھائی دیں*، حیرت انگیز قوتِ حافظہ کے مالک کہ جو کتاب نظر سے گزر جائے حفظ ہو جائے، قلم ایسا سیّال وبرق بار کہ دس سال کی عمر میں ہدایۃ النحو کی شرح لکھی، فقہ کا سحابِ رحمت، بن کر برسنے لگیں تو "فتاویٰ رضویہ" میں دُرِ صدف بکھرنے لگیں، آئن اسٹائن اور نیوٹن کی سائنسی جھنڈیاں، سربلند پرچم رضا کے سامنے سرنگوں بلکہ تارتار ہیں۔

خامۂ مشتاق اپنے امام ہمام کے جہانِ علم وفن سے آشنائی کی سعی حاصل کرتا رہتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس ہمہ جہت وعالمگیر شخصیت کا پیغام "فکر رضا" پوری دنیا میں عام ہو۔ اس حوالے سے ادارہ تحقیقات امام احمد رضا (رجسٹرڈ، انٹرنیشنل) نے ہر سال کی طرح امسال بھی بروز ہفتہ ۱۷/اگست ۲۰۰۲ء ایک مقامی ہوٹل (ریجنٹ پلازہ) میں امام احمد رضا کانفرنس کا انعقاد کیا۔ اس محفل کے مہمان خصوصی لیفٹنٹ جنرل (ر) معین الدین حیدر، وفاقی وزیر داخلہ، پاکستان تھے جبکہ صدارت کے فرائض علامہ مفتی غلام سرور قادری، صوبائی وزیر مذہبی امور اور اوقاف حکومت پنجاب نے انجام دیئے۔ مقالہ نگار حضرات میں علامہ سید سعادت علی قادری، پروفیسر مفتی منیب الرحمٰن، پروفیسر انوار احمد زئی ایڈیشنل سیکریٹری وزارت تعلیم، حکومت سندھ، اور مصر سے آئے ہوئے مہمان ڈاکٹر سید حازم محمد احمد عبدالرحیم المحفوظ (جامعۃ الازھر، مصر) کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔ اس کے علاوہ ایک بہت بڑی تعداد مقتدر علمی ودینی شخصیات کی شریک محفل تھی۔

کاروائی کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا،

تلاوت ملک کے ممتاز قاری استاذ القراء جناب قاری غلام رسول صاحب نے کی؛ اس کے بعد نعت رسول مقبول ﷺ مولانا ندیم اختر قادری نے پیش کی پروفیسر مفتی منیب الرحمٰن، ممبر اسلامی نظریاتی کونسل، حکومت پاکستان نے اپنی تقریر میں اس بات پر افسوس کا اظہار کیا کہ اعلیٰ حضرت سے فکر ونظر کا اختلاف رکھنے والے اعلیٰ حضرت کی تحریروں کا مطالعہ کئے بغیر بہت سی غلط باتوں کا نہ صرف پرچار کرتے ہیں بلکہ اپنی کتابوں میں شائع بھی کرتے ہیں۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ کسی شخصیت سے کوئی ایسی بات منسوب کرنا جو اس نے نہ کہی یا لکھی ہو نہ صرف غیر اخلاقی ہے بلکہ دینی تعلیمات کے بھی خلاف ہے؛ انہوں نے مزید فرمایا کہ اسلام کی بنیادی تعلیمات اور عقائد کے متعلق امام احمد رضا کے فتاویٰ اور دیگر تصانیف میں قرآن و احادیث اور اقوال ائمہ پر مبنی واضح باتیں تحریر ہیں۔ چنانچہ بقول ان کے جب انہوں نے امام صاحب کی بعض کتب مثلاً الدولۃ المکیہ وغیرہ آج کے معاصر علمائے دیوبند کو دکھائیں تو انہوں نے اعتراف کیا کہ اعلیٰ حضرت کے خلاف غلط اور ان کہی باتیں مشہور کی گئی ہیں؛ لہذا آج ہمیں ان تحریروں کا مطالعہ اور زیادہ سے زیادہ اشاعت کی ضرورت ہے تاکہ عوام اور خصوصاً پڑھے لکھے لوگوں کو اعلیٰ حضرت کے اصل علمی مقام، حیات و کارناموں کے روشن پہلوؤں سے آگاہی ہو۔

حضرت علامہ سید سعادت علی قادری صاحب نے فرمایا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا ترجمہ قرآن ''کنزالایمان'' واقعتاً ایمان کا ایک بیش بہا خزانہ ہے یہ ایک عظیم میراثِ اسلامی ہے، محبت رسول ﷺ اور عشق الٰہی کا بہتا ہوا دریا ہے۔ امام احمد رضا نے ترجمۂ قرآن میں تمام معروف تفاسیر سے نہ صرف استفادہ کیا بلکہ منشاء الٰہی کی روح کو سامنے رکھ کر ترجمہ کیا ہے۔ اس لئے ان کے ترجمے میں افراط وتفریط نہیں ہے بلکہ عظمت الٰہی اور مقام رسالت کے تحفظ کا پورا اہتمام ہے۔ وہ ایسے عالم باعمل تھے جنہوں نے شریعت کو ذریعۂ محبت قرار دیا۔ جامعۂ ازہر شریف، قاھرہ، مصر سے تشریف لائے ہوئے مہمان ڈاکٹر حازم محمد احمد عبدالرحیم المحفوظ نے اپنے عربی مقالے میں امام احمد رضا کے نعتیہ دیوان ''حدائق بخشش'' کی خوبیوں پر روشنی ڈالی؛ انہوں نے فرمایا کہ مصر کے معروف ہفت زبان ادیب اور شاعر ڈاکٹر حسین مجیب مصری نے ''حدائق بخشش'' کا عربی میں منظوم ترجمہ ''صفوۃ المدیح'' کے نام سے کیا ہے اور اس کو مصر کے جدید علماء، ادباء اور شعرا میں بہت پذیرائی ملی ہے جبکہ مصر کے بڑے بڑے اخبارات نے اس پر شاندار تبصرے لکھے اور اب بھی لکھے جارہے ہیں۔ دنیائے عرب کے متعدد معروف شعراء نے امام احمد رضا کو ۲۶۲ ر اشعار میں منظوم خراج تحسین بھی پیش کیا ہے۔ پروفیسر انوار احمد زئی صاحب، ایڈیشنل سکریٹری، وزارت تعلیم، حکومت

سندھ نے نہایت خوبصورت اور ادیبانہ انداز میں اعلیٰ حضرت کے مشہور ومعروف سلامیہ قصیدے ''مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام'' پر ایک تأثراتی مقالہ پڑھا، انہوں نے فرمایا کہ اعلیٰ حضرت کا سلام، سلام تو ہے ہی مگر مکمل نعت بھی ہے اور قصیدہ بھی اور وہ بھی اس التزام کے ساتھ کہ اسے پڑھتے جایئے تو خود بخود حضور پرنور ﷺ کا سراپائے منور ابھرتا چلا آتا ہے۔ ادارہ کے صدر محترم جناب صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری نے اپنے خطبۂ استقبالیہ میں فرمایا کہ امام احمد رضا کا کمال یہ ہے کہ انہوں نے عشق رسول ﷺ کا پرچار کر کے مسلمانوں کو اتباع سنت کی طرف راغب کیا اور ان کی دینی اقدار اور عقائد وعقیدہ کی حفاظت کے لئے مضبوط حصار مہیا کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ اعلیٰ حضرت نے تشدد کی سیاست کی بجائے مسلمانوں کو محبت واخوت، یگانگت اور رواداری کی طرف دعوت دی؛ چنانچہ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج ملک اور بیرون ملک تشدد کے جو بھی واقعات ہو رہے ہیں ان میں امام احمد رضا کے مسلک سے منسوب کوئی بھی شخصیت، ادارہ، مدرسہ یا تنظیم ملوث نہیں پائی گئی۔ صدر مجلس علامہ مفتی غلام سرور قادری، وزیر مذہبی امور حکومت پنجاب نے اپنے صدارتی خطبے میں فرمایا کہ اعلیٰ حضرت نے اپنی پوری زندگی عشقِ رسول ﷺ کا سبق دینے میں بسر کی اور وہ اسلاف کرام کے صحیح جانشین تھے۔ ان کی زندگی کا ہر لمحہ سنتِ رسول ﷺ کی پیروی میں بسر ہوا۔ مہمان خصوصی لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) معین الدین حیدر، وزیر داخلہ، حکومت پاکستان نے فرمایا کہ اعلیٰ حضرت صحیح معنوں میں اہل اسلام کی طرف سے امن کے سچے پیغامبر تھے، وہ ایک سچے عاشق رسول تھے اور وہ صحیح معنیٰ میں عالم تھے؛ جس طرح انہوں نے علوم دینیہ میں دسترس حاصل کی تھی اسی طرح سائنسی اور دیگر دینوی علوم میں بھی مہارت تامہ رکھتے تھے۔ معروف عالمی سائنسداں، فخرِ اسلام جناب ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے اپنے تحریری پیغام میں فرمایا کہ مسلمانوں کیلئے دینی علوم کے ساتھ جدید تعلیم کے حصول اور ان کے جداگانہ سیاسی و معاشی تشخص کے تحفظ کیلئے امام احمد رضا کی خدمات قابل تحسین ہیں۔ ادارہ کے صدر نے مہمان خصوصی سے مطالبہ کیا کہ اعلیٰ حضرت کی فکر ونظر کو عام کرنے کے لئے ان کے یوم وصال کے موقع پر ریڈیو، ٹی. وی پر مناسب کوریج دی جائے اور نصابِ تعلیم میں اعلیٰ حضرت کی کتب کو شامل کیا جائے۔ مہمان خصوصی نے اس سلسلہ میں اپنے بھرپور تعاون کا یقین دلایا۔ اس موقع پر ادارہ کی جانب سے مہمان خصوصی، صدر محفل اور مقالہ نگار حضرات کی خدمت میں یادگاری شیلڈ، پھولوں کے گلدستے اور کتابوں کے تحائف بھی پیش کئے گئے۔ آخر میں درود وسلام کا نذرانہ پیش کیا گیا، دعائیہ کلمات مفتی جمیل احمد نعیمی صاحب نے ادا کئے اور یوں یہ کانفرنس انتہائی نظم وضبط اور تواضع کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی۔